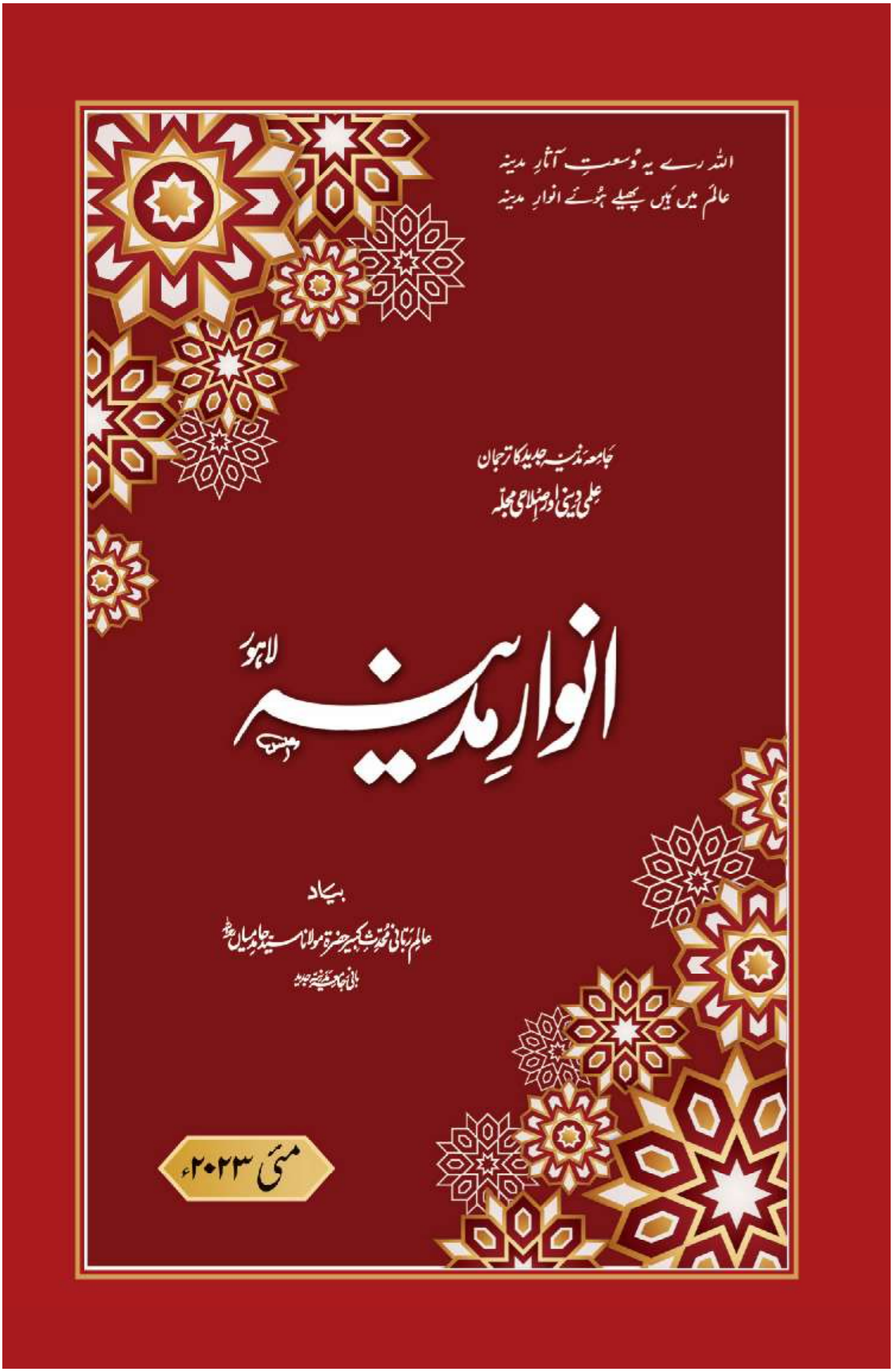

اللہ رے یہ وُسعتِ آثارِ مدینہ
عالَم میں ہیں پھیلے ہُوئے انوارِ مدینہ
جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اِصلاحی مجلّہ
انوارِ مدینہ
لاہور
بیاد
عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں
بانی جامعہ مدنیہ جدید
مئی ۲۰۲۳ء

ماہنامہ انوارِ مدینہ

شمارہ : ۵	شوال المکرم ۱۴۴۴ھ / مئی ۲۰۲۳ء	جلد : ۳۱

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مُدیر	مُدیر اعلیٰ

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے	بدلِ اشتراک
''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور	پاکستان فی پرچہ 40 روپے ...... سالانہ 500 روپے
رابطہ نمبر : 0333 - 4249302	سعودی عرب، متحدہ عرب امارات ..... سالانہ 90 ریال
جازکیش نمبر : 0304 - 4587751	بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 25 امریکی ڈالر
جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35399051	برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 20 ڈالر
خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35399052	امریکہ .... سالانہ 30 ڈالر
موبائل : 0333 - 4249301	جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور ای میل ایڈریس
موبائل : 0335 - 4249302	www.jamiamadniajadeed.org
موبائل : 0323 - 4250027	E-mail: jmj786_56@hotmail.com
دارُالافتاء : 0321 - 4790560	darulifta@jamiamadniajadeed.org

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۸
تبلیغ کا آغاز....محمد ﷺ کی حیثیت اور خصوصیات	حضرت مولانا سید محمد میاں صاحبؒ	۲۱
تربیتِ اولاد (قسط : ۲)	حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ	۳۴
رحمٰن کے خاص بندے (قسط : ۱۳)	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۳۸
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب (قسط : ۱)	حضرت مولانا محمد عاشق اِلٰہی صاحب بلند شہریؒ	۴۴
فضیلت کی راتیں (قسط:۴، آخری)	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۰
شوال کے روزوں کی فضیلت	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۹
وفیات		۶۱
اخبار الجامعہ	جناب مولانا انعام اللہ صاحب	۶۳

ماہنامہ انوارِ مدینہ لاہور میں اشتہار دے کر آپ اپنے کاروبار کی تشہیر
اور دینی ادارہ کا تعاون ایک ساتھ کر سکتے ہیں !

نرخ نامہ

بیرون ٹائٹل مکمل صفحہ	3000		اندرون رسالہ مکمل صفحہ	1000
اندرون ٹائٹل مکمل صفحہ	2000		اندرون رسالہ نصف صفحہ	500

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

کچھ احباب نے سماجی ترسیلات[1] کے یوٹیوب چینل پر ایک عالم کا کسی خاتون اینکر کے سوالات کے جوابات پر مشتمل ایک مکالمہ بعنوان ''مولوی صاحب پھنس گئے'' سنایا !

آرزو کاظمی نامی خاتون اینکر کا انداز غیر سنجیدہ اور تجاہل پر مبنی تھا ! عالم نے جن کا نام اور تفصیلات معلوم نہیں ان خاتون کی بودی سی بات کا سادہ سا جواب دیا مگر خاتون اینکر نے بات کو گھما پھرا کر اس انداز میں اُلجھانے کی دانستہ کوشش کی جس سے اسلام کا مذاق اور اِستہزا اور مسلمانوں کی دل آزاری ہو !

خاتون اپنی اس گری ہوئی حرکت کو اپنی دانست میں چاہے جتنا بڑا کارنامہ خیال کرتی ہوں مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ پسماندہ دور کی گھسی پٹی باتوں کا اعادہ اور وقت کا ضیاع تھا !

آج سے تقریبًا ستر برس قبل ایک خاتون ہی کی طرف سے اسی نوعیت کی ایک بودی تحریر اُس دور کے خواتین کے ماہنامہ میں شائع ہوئی تھی والد ماجد حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے اس کے جواب میں ایک مدلل اور شائستہ تحریر رقم فرمائی تھی جو مکمل متن کے ساتھ اداریہ کا حصہ بنا کر قارئین کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے :

---

[1] سوشل میڈیا (Social Media)

میں سوچتی ہوں ! جنت میں ہمارا کیا درجہ ہے ؟

رسالہ ''حور'' بابت ماہ جون جولائی (۱۹۵۴ء) میں ایک مضمون بعنوان'' بہنوں کی کیا رائے ہے'' ؟ نظر سے گزرا اُس مضمون کے نصف آخر کو بغور دیکھتا رہا اور اپنی بہن کی اِس جرأت پر کہ اُنہوں نے نہایت بے باکانہ انداز میں نہ صرف مردوں کی گوشمالی کی بلکہ اللہ، اللہ کی کتاب اور اُس کے رسول کے پیچھے بھی وہ ہاتھ دھوکر پڑی ہیں ! میں محوِ حیرت رہ گیا ! ! استفسار اور سوال جرم نہیں لیکن اگر باندازِ استہزاء [1] ہو تو وہ استہزاء میں داخل ہے اور استہزاء جرم ہے ! آپ کا اندازِ سوال قابلِ افسوس ہے ! ! !

جواب

جو چیز حقیقت ہو اُس سے انکار نہیں کیا جا سکتا مثلاً لندن موجود ہے ! واشنگٹن موجود ہے ! اسٹالن گراڈ موجود ہے ! یا اِن سے بھی زیادہ محسوس چیز جو سامنے ہو جیسے پانی کا نرم اور سیال ہونا، آگ کا مُحَرِّق ہونا [2] گلاب کے پھول کا نرم و نازک ہونا اُس کے کانٹوں کا نوکدار اور موذی ہونا وغیرہ سب ناقابلِ انکار حقیقتیں ہیں اگر کوئی ان باتوں کا انکار کرے تو اُسے کہا جائے گا کہ یہ حقائق کا انکار کر رہا ہے۔

یہ بات بھی سب کو معلوم ہے کہ جب کسی چیز کے بارے میں فیصلہ کیا جاتا ہے تو اُس کا مدار اکثریت پر ہوتا ہے مثلاً باشندگانِ ملک یا صوبہ کی عادات و خواص جب گنائیں جائیں گی تو یہ کہا جائے گا کہ فلاں جگہ کے باشندے ایسے ہیں اور فلاں جگہ کے ایسے، خواہ سب باشندے ایسے نہ ہوں ! !

اب آپ ان دونوں باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے مردوں اور عورتوں کی حقیقت پر غور کیجئے کہ اس خالقِ عالم نے ان دونوں میں کیا کیا ممتاز فرق رکھے ہیں۔

---

[1] بطورِ مذاق اُڑانے [2] جلانے کی خصوصیت

عورت و مرد کا جسمانی و مزاجی فرق :

عورتوں میں نزاکت ہے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا، عورتیں ہاتھا پائی، زور آوری اور لڑائی کے کام کے لیے موزوں نہیں، مرد اِن پر بھاری رہتے ہیں طاقت میں مردوں سے کم ہوتی ہیں یہ تیمارداری کے لیے نہایت موزوں رہتی ہیں، عورتیں شرم وحیاء والی ہوتی ہیں اِن میں اور مردوں میں گہرا اِتصال ہے یہ اُن کے بغیر اور وہ اِن کے بغیر نہیں رہ سکتے ! !

ان کا مزاج طبی حیثیت سے دیکھا جائے تو مرطوب اور سرد ہوتا ہے [۱] تدبر و فکر میں مردوں سے دوم درجہ رکھتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب چیزیں ایسی ہیں کہ جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور انکار بے انصافی ہے، صرف اس حقیقت کو واضح کرنے کے لیے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا گیا کہ :

﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ ﴾ [۲]

''مرد حاکم ہیں عورتوں پر اِس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے اور اِس سبب سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں، سو جو عورتیں نیک ہیں اطاعت کرتی ہیں مرد کی عدم موجودگی میں بحفاظتِ الٰہی نگہداشت کرتی ہیں''

''عورت'' نفرت کی چیز :

ذرا تصور کیجئے کہ اسلام کس ملک میں آیا ؟ اسلام جس ملک میں آیا اُس میں دعوئ انسانیت کے ساتھ انسانیت کو کس طرح دفنایا جا رہا تھا ! اُس ملک میں لڑکی کی پیدائش کی خبر گویا باپ کے لیے پیغامِ اجل سے بدتر ہوتی تھی وہ سب سے منہ چھپاتا پھرتا تھا اور سوچتا تھا کہ کس طرح زمین میں گڑ جاؤں !

---

[۱] اکثر عورتیں اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھ پاتیں اور بات بے بات رو پڑتی ہیں اور آپس کی گفتگو میں بطورِ کمال یہ جملہ کہا کرتی ہیں کہ میں نے چیخ ماری یا میری چیخ نکل گئی یا میں چیخ ماردوں گی ، مرد ایسی بات نہیں کہتے !

[۲] سُورۃ النساء : ۳۴

﴿ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُھُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ وَجْھُهٗ مُسْوَدًّا وَّ ھُوَ كَظِیْمٌ . یَتَوَارٰی مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ط اَیُمْسِكُهٗ عَلٰی ھُوْنٍ اَمْ یَدُسُّهٗ فِی التُّرَابِ ﴾ ۱

''اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خبر دی جاوے تو سارے دن اُس کا چہرہ بے رونق رہے اور دل ہی دل میں گھٹتا رہے (اور) جس چیز کی اُس کو خبر دی گئی ہو اُس کے عار سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرے، آیا اِس کو ذلت پر لیے رہے یا اس کو (زندہ یا مار کر) مٹی میں گاڑ دے''

وہ مذہبِ حنیفی جسے ملتِ ابراھیمی کہہ کہہ کر ذبح کیا جا رہا تھا جس کی خاک کو باطل کے بوبولے ۲ چین نہ لینے دے رہے تھے اُس (مذہبِ حنیفی) کے مدعی جنہیں فرائضِ انسانیت کی بالکل بھی خبر نہ تھی، اپنے اوہامِ باطلہ کی خاطر کسی کی جان لینے میں گریز نہ کرتے تھے ! اُن کے نزدیک جان کی کوئی قیمت نہ تھی ! حتی کہ اپنی اولاد کو بھی وہ اپنے اوہام سے کم قیمت سمجھتے تھے ! اُن کا مسلک تھا کہ لڑکی کو زندہ درگور کرنا کہیں بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ داماد کا منہ دیکھنا پڑے !

اسلام سے پہلے عورت کی پامالی کا عبرتناک قصہ :

اسی کو ایک صحابی نبی کریم علیہ الصلٰوۃ والسلام سے اسلام لانے کے بعد ذکر کرنے لگے کہ ''حضرت میری ایک بچی تھی میں سفر میں تھا کہ وہ پیدا ہوئی جب واپس آیا تو معلوم ہوا کہ بچہ پیدا ہو کر مر گیا، چند سال بعد ہمارے قریب پڑوس سے ایک بچی ہمارے گھر آنے لگی میں اُسے دیکھتا تھا تو جی چاہتا تھا کہ اُسے گود میں لوں اور پیار کروں، نہ جانے کیوں خود بخود محبت اُمنڈ کر آتی تھی وہ بچی بھی میری طرف اسی طرح گرتی تھی حتی کہ مجھے اس سے اُنس بڑھتا گیا اور اس کی ماں کو یہ یقین ہو گیا کہ میں اسے کسی طرح نقصان نہ پہنچا سکوں گا ! تو اُس نے ایک دن مجھ سے راز ظاہر کر دیا اور کہنے لگی کہ یہ تمہاری ہی بچی ہے ! اور فلاں وقت پیدا ہوئی تھی جبکہ آپ سفر میں گئے ہوئے تھے ! میں نے اس کی اطلاع آپ کو اس لیے نہیں دی تھی کہ آپ رنجیدہ ہوتے اور ممکن تھا کہ اسے نقصان پہنچاتے ! یہ بات میں نے سن تو لی لیکن طبیعت پر سخت اثر ہوا اور اب رفتہ رفتہ طبیعت کا تقاضا یہ ہونے لگا کہ کسی طرح

۱ سُورۃ النحل : ۵۸ ، ۵۹ ۲ ہوا کا چکر، گرد باد

اس کی ماں کی نگاہ سے بچے تو میں اِسے لے جاؤں اور اس کا کام تمام کردوں ! ! بالآخر ایک دن اس ارادہ میں کامیاب ہوگیا اور اس کی ماں سے چھپا کر اسے لے گیا ! ایک گڑھے میں لے جا کر اسے ڈال دیا اور اُوپر سے اسے مٹی وغیرہ سے دبانا شروع کیا ! وہ چلا رہی تھی کہ ابا جان ! ابا جان ! اور میں اپنے کام میں لگا ہوا تھا حتی کہ جو آخری آواز میرے کان میں آئی کہ جس کے بعد اُس کی کوئی آواز نہیں آئی وہ یہی ''ابا جان'' کی آواز تھی ! !

یہ صحابی قصہ بیان کرنے میں انتہا درجہ منہمک تھے کہ دوسرے صحابی نے روکا کہ بس کرو تم نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلبِ مبارک کو دُکھایا، انہوں نے دیکھا تو رحمۃ للعالمین ﷺ کے بے ساختہ آنسو جاری تھے ! ! نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوسرے صحابی سے خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مت روکو اِنہیں کہنے دو ! انہیں اپنے کیے ہوئے گناہ پر ندامت و حسرت ہے اسی لیے یہ مجھ سے کہہ رہے ہیں ! اور ان سے کہا کہ دوبارہ بیان کرو آپ نے پھر سے سارا قصہ سنا اور پھر روئے'' ! ! [1]

عورتوں کو حقوق دلائے :

یہ تھی آقائے نامدار ﷺ کی رحمدلی اور شفقت کہ سنگدل قوم کے ایک فرد ہونے کے باوجود سینۂ مبارک انسانی ہمدردیوں سے بھرا ہوا تھا آپ نے ہی حقیقتاً اس رسم کو مٹایا ! لڑکیوں کے حقوق منوائے ! انہیں میراث بھی دلائی ! ان کا قتل ایسا ہی حرام قرار دیا جیسا مرد کا ! ! اور لوگوں کو بلا خوفِ ملامت خدا کا پیغام پہنچا کر اُس نسب کو جسے لوگ ننگ و عار سمجھتے تھے ایک شرف ثابت کیا ایک دوسرے کے حقوق بتلائے اور باہم قوی رابطہ پیدا کر دیا ﴿وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَّكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا﴾ [2] آپ نے ہی شوہر بیوی کے درمیان، رشتہ داروں کے درمیان حتیٰ کہ پڑوسیوں اور ہم پیشہ لوگوں کے درمیان محبت و اُخوت لازم کردی ! ! !

﴿ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسَاكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ﴾ [3]

---

[1] ماخوذ اَز تفسیر کبیر [2] سُورۃ الفرقان : ۵۴ [3] سُورۃ النساء : ۳۶

''اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کرو اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور اہلِ قرابت کے ساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اور غریب و غربا کے ساتھ بھی اور پاس والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور ہم مجلس کے ساتھ بھی اور راہ گیر کے ساتھ بھی اور اُن کے ساتھ بھی جو تمہارے مالکانہ قبضہ میں ہیں''

تواضع :

اسلام نے ہی ہم کو تواضع کا سبق دیا ایک دوسرے کے مقابلہ میں بدگوئی، بدخلقی، غیبت، بڑائی اور تکبر سے سختی سے روکا ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ﴾ [۱] ''بیشک اللہ تعالیٰ ایسوں سے محبت نہیں رکھتے جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں''

اسلام نے بتلایا کہ جن سے ملنا خدا نے ضروری قرار دیا ہے اُن سے ضرور ملو، اگر نہیں ملو گے تو مرتکبِ (گناہِ) کبیرہ ہوگے اور خدا کے بڑے نافرمانوں کی فہرست میں داخل ہو جاؤ گے کہ جن کی نشانی ایک یہ بھی ہے :

﴿ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴾ [۲]

''اور قطع کرتے ہیں ان تعلقات کو کہ حکم دیا ہے اللہ نے ان کو وابستہ رکھنے کا اور فساد کرتے رہتے ہیں زمین میں، پس یہ لوگ پورے خسارے میں پڑنے والے ہیں''

﴿ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ﴾ [۳]

''سو بعض لوگ ان دونوں (فرشتوں ہاروت، ماروت) سے اس قسم کا سحر سیکھ لیتے ہیں جس کے ذریعہ سے کسی مرد اور اُس کی بیوی میں تفریق پیدا کر دیتے تھے''

بیوی کو بتلایا کہ شوہر کی انتہائی تعظیم کرے اور شوہر و آقاؤں کے ذمہ ڈالا کہ ہر زیرِ دست پر خواہ بیوی ہو یا کوئی دوسرا، خواہ رشتہ دار ہو یا اجنبی، ملازم ہو یا کوئی اور سب کے ساتھ بھلائی اور نرمی کرے ! !

آپ نے فرمایا اِتَّقُوا اللّٰهَ فِى النِّسَآءِ [۴] عورتوں کے حق میں خدا سے ڈرو !

---

[۱] سُورۃ النساء : ۳۶ [۲] سُورۃ البقرۃ : ۲۷ [۳] سُورۃ البقرۃ : ۱۰۲ [۴] مشکوۃ رقم الحدیث ۳۲۵۰

ارشاد ہوا : اپنی بیوی کا کام کرنے سے بھی تم کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے !

آپ نے فرمایا : سب مومن ہیں، ایمان کا کامل وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم سب میں اچھے وہ لوگ ہیں جو اپنی بیبیوں کے ساتھ اچھے ہوں !

ارشاد ہوا : مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا وَلَمْ یَحْمِلْ عَالِمَنَا فَلَیْسَ مِنَّا. الحدیث ''جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی توقیر نہ کرے اور عالموں کی تعظیم نہ کرے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے'' !

حتی کہ دربارِ نبوی سے زندگی کے آخری لمحات میں جو پیغام اُمت کے لیے صادر ہوا یہ تھا ! ! ! اَلصَّلٰوۃُ وَمَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ[1] ''دیکھو نماز اور تمہارے زیردست'' اسی وجہ سے جابجا جہاں رشتہ داروں، عورتوں، یتیموں اور مسکینوں کے معاملات کا ذکر کیا گیا ہے خصوصیت سے '' اِتَّقُوْا '' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی قسم کی زیادتی ہونے پائے !

عورتوں کا علیحدہ ذکر کیوں نہ کیا گیا ؟

مردوں اور عورتوں کے احکام تقریباً مشترک ہیں اس لیے علیحدہ ان کا ذکر نہیں کیا گیا قرآنِ پاک ایک مقدس ذات محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا گیا ہے اس میں مردوں اور عورتوں کو بالواسطہ خطاب کیا گیا ہے ! حقیقتاً بلاواسطہ کسی کو خطاب نہیں ہوا ! البتہ چونکہ یہ بات اَظہر من الشمس تھی کہ خطاب بالواسطہ ہو رہا ہے اس لیے کہیں تو یوں فرمایا گیا ہے ﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴾ ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ﴾ مومنین مردوں سے کہہ دو مؤمن عورتوں سے کہہ دو یعنی ''کہہ دو'' کا لفظ استعمال کیا گیا اور کہیں فرمایا گیا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا جب یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور یٰاَیُّھَا النَّاسُ یا کوئی اور اس قسم کا عام لفظ ہو تو اس میں باتفاقِ علماء عورتیں بھی داخل ہوتی ہیں ! یہ نہیں ہے کہ مردوں سے تو قصاص وخون کا مطالبہ ہو عورتوں سے نہ ہو ! مردوں کو سزا دی جائے اور عورتوں کو نہ دی جائے ! یا صرف عورتوں سے کسی قسم کا مطالبہ ہو مردوں سے نہ ہو ! ! نماز، روزہ، زکوۃ، حج اور اخلاق وعمل کا ہر ہر پہلو مردوں اور

---

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب النکاح رقم الحدیث ۳۳۵۶

عورتوں دونوں کو شامل ہے مسائلِ فقھیہ سے کتابیں بھری پڑی ہیں پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ قرآنِ پاک میں صرف مردوں کو خطاب کیا گیا ہے عورتوں کو نہیں حالانکہ اوّل لِلْمُؤْمِنَاتِ میں عورتوں ہی کو پیغام پہنچایا گیا ہے ﴿یٰنِسَاءَ النَّبِیِّ ﴾ یا ﴿یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ میں عورتوں ہی کو خطاب ہے ! ! !

فصاحت کی خوبی :

نیز یہ بات سب جانتے ہیں کہ کلامِ فصیح کی خوبی یہ ہوتی ہے کہ اختصار کیا جائے اور عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ اختصار کے وقت دو کے لیے ایک لفظ ایسا بول دیتے ہیں جس میں دونوں داخل ہو جائیں جیسے چاند سورج کو شمس وقمر کے بجائے ''قمرین'' [۱] اور حضرت عمرؓ وابوبکرؓ کے بجائے ''عُمرین'' [۲] کہہ دیتے ہیں اسی بناء پر

﴿ وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ﴾ [۳] میں '' لَهُمْ '' کا لفظ بولا گیا جس کے حقیقی معنی اگر لیے جائیں تو خطاب صرف مردوں کے لیے رہ جاتا ہے حالانکہ مرد و عورت سب مراد ہیں ! !

﴿یٰاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ [۴] میں ''کُمْ'' سے مراد مرد و عورتیں سب ہیں ! بس اسی طرح ﴿ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ﴾ وغیرہ میں سب عورتیں شریک ہیں ! !

البتہ احکام کی تفصیل اور یہ کہ کس جگہ انہیں شریک نہ مانا جائے یہ کہیں کہیں قرآنِ پاک سے اور اکثر جگہ حدیث شریف سے معلوم ہوئی ہے ! آپ کو اگر دیکھنا ہو تو اُردو میں بھی مسائل کی کتابیں ہیں اُنہیں دیکھیں !

حضرت مریم علیہا السلام کا نام ذکر کرنے کی وجہ :

برملا عورتوں کا ذکر (ناموں کے ساتھ) کچھ اچھی چیز نہیں اسی لیے قرآنِ پاک میں سوائے حضرت مریم علیہا السلام کے باقی کسی عورت کا نام نہیں لیا گیا !

حضرت مریم کا نام کہیں تو مریم علیہا السلام کو آدم زاد بتانے کے لیے لیا گیا ہے ﴿ وَمَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ﴾ [۵]

---

[۱] دو چاند [۲] دو عمر [۳] سُورۃ الاحزاب : ۳۶ [۴] سُورۃ النساء : ۱ [۵] سُورہ تحریم : ۱۲

یعنی خدا کی جنس سے نہ تھیں جو خدا کی بیوی بنتیں کیونکہ بیوی ہم جنس ہی ہوتی ہے [۱] بلکہ عمران کی بیٹی تھیں !
اور کہیں اس لیے ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اِن کا بیٹا بتایا جائے ﴿ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ﴾ [۲]
یہ ہے عیسٰی مریم کا بیٹا تا کہ یہ وہم نہ رہے کہ وہ خدا کے بیٹے تھے ! !

حضرت مریم علیہا السلام کے علاوہ جہاں بھی عورتوں کا ذکر آیا ہے اُس میں ﴿امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ ، امْرَأَةَ نُوحٍ
امْرَأَةَ لُوطٍ﴾ استعمال کیا گیا ہے ! ! [۳]

''زُلیخا'' کا نام کہیں قرآنِ پاک میں نہیں آیا ، جہاں جہاں ذکر آیا ہے عزیز کی بیوی کہا گیا ہے
﴿اِمْرَاَةُ الْعَزِيْزِ﴾ ! ! [۴]

ثواب و اَجر میں برابری :

غرض عورتوں کے علیحدہ ذکر سے پرہیز کیا گیا اور اس کے بجائے کھول کر واضح طور پر یہ اعلان کر دیا گیا کہ

﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْ يَعْمَلُوْنَ ﴾ [۵]

''جو شخص کوئی نیک کام کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحبِ ایمان ہو تو ہم اُس شخص کو دنیا میں پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور آخرت میں ان کے اچھے کاموں کے عوض میں اُن کا اجر دیں گے'' ! !

﴿ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴾ [۶]

---

[۱] یعنی اللہ تعالیٰ جنس و اَنواع سے بالا و منزہ ہیں بلکہ وہ ان کے خالق ہیں اور یہ مخلوقات ہیں اس لیے کسی بھی طرح کی جنسی یا نوعی مماثلت محال ہے، اُس کا کوئی ہمسر نہیں ہے ﴿ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْئٌ﴾ القرآن محمود میاں غفرلہٗ [۲] سُورۃ الاحزاب : ۷ [۳] سُورۃ التحریم : ۱۰، ۱۱
[۴] سُورۃ یوسف : ۳۰ [۵] سُورۃ النحل : ۹۷ [۶] سُورۃ النساء : ۱۲۴

''جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے (ان کے حق میں ذرّہ برابر کمی نہ کی جائے گی) اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا'' ! !

﴿ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ﴾ (النساء : ۳۲)

''مردوں کے لیے اُن کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور عورتوں کے لیے اُن کے اعمال کا حصہ ثابت ہے'' ! !

اس لیے آپ قرآنِ پاک کا متعصّبانہ انداز میں مطالعہ نہ فرمائیں دنیوی زندگی میں عورت مرد کے برابر اور فریق تسلیم کی گئی ہے ! !

عورت بھی مرد کے خلاف کارروائی کرا سکتی ہے :

دیکھئے ''لِعَانْ'' کے مسائل کو ! شوہر و بیوی دونوں سے برابر کی قسمیں کھلائی جاتی ہیں اور دونوں کو برابر مانتے ہوئے علیحدگی کردی جاتی ہے ! یہ کس احمق نے کہا ہے کہ اگر عورت مرد کو بدکاری اور فسق و فجور میں دیکھے تو اُس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرسکتی بالکل غلط ہے ! وہ ضرور گواہ پیش کرے اور مرد کو سزا دلائے ! ! !

ایک صحابی جو بدر کی جنگ میں شریک تھے جن کا شمار اُن تین سو تیرہ صحابہ میں ہے کہ جن کے بارے میں انتہائی فضیلت کے کلمات استعمال کیے گئے ہیں ایک مرتبہ انہوں نے کسی طرح مسائل میں غلطی کھا کر نبیذی شراب پی لی ! اُن پر کیس چلا ! ! حضرت عمرؓ کا زمانہ خلافت تھا وہاں تک معاملہ پہنچا، حضرت عمرؓ نے آخر میں اُن کی بیوی کا بیان لیا اور سزا کا فیصلہ دے دیا ! (یہ حضرت عمرؓ کے رشتہ دار بھی تھے) ! ؟ [1]

عورت اور ووٹ :

دنیا میں جس طرح ایک مرد کو حقِ رائے دہندگی حاصل ہے عورت کو بھی ہے ! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا ووٹ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیا تھا اِن کی رائے اُن کے ساتھ تھی ! ! !

---

[1] ماخوذ اَز تفسیر قرطبی تحت قولہ ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ ﴾ (سُورۃ المائدہ : ۹۰)

انسان و جانور کے چہرہ پر مت مارو :

یہ کہنا بھی سراسر ناانصافی اور گستاخی ہے کہ اسلام نے صرف عورت کے چہرہ پر مارنے سے منع کیا ہے کیونکہ وہ اس کی دل بستگی کا سامان ہے کیونکہ یہ حکم انسان اور جانور سب کے لیے ہے ! ! ! بلکہ عرب میں دوسرے کی توہین کرنے کے لیے جو دشمن قتل کے بعد ایک دوسرے کے ناک کان کاٹ لیا کرتے تھے وہ بھی شریعت نے ممنوع قرار دیا ! جانوروں کے چہرے پر مارنے سے بھی روکا ہے ! ! یہ سب اعتراضات غالبًا دین سے ناواقفیت کا نتیجہ ہیں نبی کریم علیہ الصلوٰ ۃ والسلام خدا کے رسول تھے وہ سچے تھے اس لیے کہ جھوٹا رسول نہیں ہوسکتا اور جو کچھ انہوں نے اپنی زندگی میں فرمایا وہ چاہے بطورِ پیشینگوئی کے ہو یا کشفِ حالی ہو[1] سب سچ ثابت ہوتا رہا ! ! اس لیے ہم ان کے فرمان کے مقابلہ میں اپنی عقل کو چھوڑ دیتے ہیں ! ! !

راجہ، رانی :

ان کے ارشادات کا مفہوم ہے کہ جنت میں مرد کو بادشاہت ملے گی عورتیں ملکہ کی حیثیت رکھتی ہوں گی ! ان کو وہاں سب کچھ ملے گا ! (ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے) کہ اگر عورت اولاد کی خواہش کرے گی وہ بھی ہوجائے گی ! غرض یہ کہ

" ان کو وہاں وہ سب چیزیں ملیں گی جو وہ چاہیں گے وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے یہ تمہارے پروردگار کا پکا وعدہ ہے" ! ! ﴿ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَآءُوْنَ خَالِدِيْنَ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا ﴾ [2]

پھر اس سوال کے کیا معنی (باقی رہ جاتے ہیں) کہ بے چاری عورت کا کیا ہوگا ؟ ؟ ؟ جب دنیا میں مرد کے ساتھ عورت ہر طرح ترقی کرتی ہے اگر شوہر نواب یا بادشاہ بنتا ہے تو یہ رانی اور ملکہ کہلاتی ہے ! تو کیا آخرت میں یہ محال ہوگا ! ؟ ؟ حالانکہ وہاں کے لیے خصوصی وعدہ ہے :

﴿ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾ [3]

---

[1] زمانہ حال سے متعلق کشف [2] سُورۃ الفرقان : ۱۶ [3] سُورۃ المومن : ۴۰

''جو شخص گناہ کرتا ہے اُس کو تو برابر سرابر ہی بدلہ ملتا ہے اور جو نیک کام کرتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو تو ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور وہاں اُن کو بے حساب رزق ملے گا''

﴿ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴾ (سُورہ ق : ۳۵)

''ان کو بہشت میں سب کچھ ملے گا جو یہ چاہیں گے اور ہمارے پاس اور بھی زیادہ نعمت ہے''

نیک عورت :

حدیث شریف میں رسولِ کریم علیہ الصلٰوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ نیک کار عورت کی نیک کاری ستر اولیاء اللہ کی عبادت کے برابر ہے ! ! !

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا گیا : یاد رکھو جو (عورتیں) تم میں نیک ہیں وہ نیک لوگوں سے پہلے جنت میں جاویں گی ! پھر (جب شوہر جنت میں آئیں گے تو) ان کو غسل دے کر اور خوشبو لگا کر شوہروں کے حوالہ کر دیا جائے گا ! ! اُن کی سواریاں سرخ اور زرد رنگ کی ہوں گی اُن کے ساتھ (بطورِ خادم) ایسے بچے ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے موتی ! ! !

قرآنِ پاک کی آیات اور احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ (جنت میں) مردوں اور عورتوں میں نہایت قلیل امتیازی فرق ہوگا جتنا کہ ہونا چاہیے ! ! [1] اور حکومت یا مخدومیت میں دونوں شریک ہوں گے ! ! البتہ نیکی اور تقویٰ سب کے لیے شرط ہے اسلام بھی یہی چاہتا ہے اور دوسرے مذاہب بھی ! ! ! ایک انگریز شاعر نے یہی بات تقویٰ کے متعلق کہی ہے کہ قرآنِ پاک کی آیات کے بہت ہی قریب معنی بیٹھتے ہیں :

---

[1] تا کہ مرد اپنی فطری وجاہت کی وجہ سے عورت نہ لگے اور عورت اپنی فطری نزاکت کی وجہ سے مرد نہ لگے اور اگر یہ فرق نہ رہا تو جنسی جذبات میں باہمی تلاطم اور کشش کیسے پیدا ہوگی۔ محمود میاں غفرلہٗ

TO WHOM IS HONOUR JUSTLY DUE

TO THOSE WHO PRIDE AND HATE SUB DUE

''عزت کا صحیح معنی میں استحقاق کس کو حاصل ہے ؟ (عزت دائمی کے) وہ مستحق ہیں
جو نفرت اور غرور کو دباتے ہیں (اور اپنے نفس کو اُبھرنے نہیں دیتے)''

WHO WHEN REVILED THEIR TONGUES RESTRAIN

AND INJURED INJURE NOT AGAIN

''وہ وہ ہیں جنہیں اگر (برا کہا جائے اور) گالی گلوچ سے بات کی جائے تو وہ اپنی
زبانوں کو روکتے ہیں اور جب ستائے جائیں تو دوبارہ (بدلہ میں جواباً) وہ نہیں ستاتے''

گویا پہلا شعر ﴿ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ﴾[1] (کا مفہوم بیان کر رہا ہے)
اور دوسرا شعر ﴿ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا ﴾[2] (کا مفہوم بیان کر رہا ہے)
الغرض جو نیکی اور تقویٰ اختیار کرے وہ اسلام میں سربلند ہوتا ہے ﴿ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ﴾[3]
''تم سب میں اللہ کے نزدیک بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے''
اگر مردوں میں یہ وصف پیدا ہو جائے تو وہ جنید و شبلی بن جاتے ہیں اور عورتوں میں ہو تو وہ رابعہ (بصریہ)، شعوانہ اور آمنہ رَملِیَّہ بن جاتی ہیں ! !

حضرت بشر بن حارث (المعروف بالحافی)، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد ہیں وہ ان سے ملنے تشریف لے جایا کرتے تھے ! (خاتون بزرگ) حضرت شعوانہؒ کے پاس حضرت فضیل بن عیاضؒ جایا کرتے تھے ! اور دعا کراتے تھے ! حضرت فضیل بن عیاضؒ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کے مرشد ہیں ! بہرحال یہ اپنی ہی کج فہمی ہے ورنہ اسلام نے نہ دنیا میں مساوات میں کسر چھوڑی نہ آخرت میں ! !

---

[1] سُورہ آلِ عمران : ۱۳۴ [2] سُورۃ الفرقان : ۶۳ [3] سُورۃ الحجرات : ۱۳

البتہ بھیمیت صفت ۱؎ یورپین ذہنوں کے لیے اسلام میں گنجائش نہیں کیونکہ اسلام حقانیت، فطرت اور بلند کرداری کی تعلیم دیتا ہے ! !

اور یورپ وہ تعلیم دیتا ہے جسے بے غیرت جانوروں سے حاصل کیا جا سکتا ہے ! اور بھیمیت کے سوا کوئی لفظ اس کے لیے نہیں استعمال کیا جا سکتا ! ! !

اللہ تعالیٰ ہم سب کو استقامت نصیب فرمائے اور اسلام کی سمجھ اور اُس کے احکام پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ (بحوالہ خواتین کا ماہنامہ ''حور'' لاہور جلد ۱۵ شمارہ ۸،۹ اگست ستمبر ۱۹۵۴ء)

☆

مزید شرمناک بات یہ ہے کہ یوٹیوب کے ''عوامی منظر نامہ'' پر اِس نشریہ کو وقفہ وقفہ کے بعد لُچے لفنگوں کی واہیات حرکات سے مزین کر کے اسلام اور مسلمانوں کی جس انداز میں توہین و تضحیک کی گئی ہے اس پر تا حال حکومتی حلقوں کی طرف سے کسی قسم کا کوئی ردّ عمل سامنے نہیں آیا ؟ ؟ اگرچہ اس کے اندر لوفروں کی لچر حرکات بجائے خود اِس پر تبصرے کے لیے بہت کافی ہیں ! وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

۱؎ بے شرم و بے غیرت درندہ صفت

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلهم

حضرت اقدس پیرومرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب کا مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔

موت کی یاد اور تلاوتِ قرآن سے دل کا زنگ دُور ہوتا ہے !
تلاوت کے رُوحانی اثرات کے علاوہ جسمانی اثرات بھی ہوتے ہیں !

(درسِ حدیث نمبر۵۳/۶ ۷ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ/۱۰ رجولائی ۱۹۸۱ء)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان دلوں پر صَدَأٌ آجاتا ہے، زنگ لگ جاتا ہے کَمَا یَصْدَأُ الْحَدِیْدُ جیسے کہ لوہے پر زنگ لگ جاتا ہے، لوہے کو اگر پانی لگتا رہے تو وہ خراب ہوجاتا ہے اِذَا اَصَابَہُ الْمَآءُ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَاجِلَاؤُھَا عرض کیا گیا دلوں کو صاف کرنے کا طریقہ کیا ہوگا ؟ ؟ لوہے کو صاف کرنے کا طریقہ تو اور ہے قَالَ کَثْرَۃُ ذِکْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَۃُ الْقُرْآنِ [1] ارشاد فرمایا کہ موت کو کثرت سے یاد کرنا اور تلاوتِ قرآنِ پاک ! یہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے دل کی صفائی ہوتی ہے ! ! !

موت ایک حقیقت ہے :

موت ایسی چیز ہے جو فرضی نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے ! نہ آج تک کوئی باقی رہا ہے اور نہ رہنا ہے ! اور سب کو نظر آتا ہے، سب اپنے ہاتھوں اس کے سارے کام انجام دے کر آتے ہیں ! مگر اس کے باوجود

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب فضائل القرآن رقم الحدیث ۲۱۶۸

دُنیا میں مصروفیت ایسا گھیرا ڈالتی ہے کہ آخرت سے جو کہ حقیقت ہے پھر نظر ہٹ جاتی ہے ! اور پھر اِن چیزوں میں لگ جاتا ہے ! اور دُنیا دُنیا داری دُنیا کی محبت یہی ایسی چیزیں ہیں جو سب سے زیادہ گناہوں کا سبب بنتی ہیں ! انسان گناہ کرتا ہی اسی وجہ سے ہے کہ اُسے یہ بیماری لگ جاتی ہے حُبِّ دُنیا، حُبِّ جاہ، حُبِّ مال، حُبِّ جائیداد یا اسی قسم کی چیزیں ! ! !

برائی کی جڑ :

ارشاد ہوا حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ [1] دُنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے ! تو جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا موت کی یاد کی کثرت ایسی چیز ہے جو انسان کے دل کو اُس طرف سے اس طرف لاتی ہے ! غلط سے صحیح کی طرف ! اور دُنیا سے آخرت کی طرف اس کو گھسیٹ لاتی ہے ! اور جب نظر آخرت کی طرف آجائے تو گویا ایک راستہ اور مرحلہ طے ہو گیا ! ! !

دوسرا مرحلہ تلاوتِ قرآنِ پاک (کی برکت) سے طے ہو جاتا ہے ! کیونکہ جب کوئی آدمی کثرت سے تلاوت کرے گا تو بسا اوقات اُس کو یہ خیال آجاتا ہے کہ اُس کا ترجمہ بھی تو دیکھوں کہ کیا ہے ؟ جب ترجمہ کچھ سمجھ آنے لگتا ہے تو انسان عمل کی طرف آجاتا ہے تو یہ دُوسرا مرحلہ بھی طے پا گیا ! تو اب قلبی کیفیت تو یہ ہوئی کہ اُس کے سامنے حقیقت عیاں ہو جائے کہ یہ دُنیا جس میں ہم ہیں عارضی ہے اور آخرت جو آنے والی ہے وہ ہی حقیقی ہے ! یہ طبعی طور پر ناپائیدار ہے اور وہ پائیدار ! یہ تبدیلی تو دل کی حالت کی ہوئی ! اور دُوسری تبدیلی عملی ہوئی جس کا سبب کثرت سے تلاوتِ کلام پاک ہوا !

تلاوت کے حسی اثرات :

تلاوت کے اثرات قلب پر جو ہوتے ہیں وہ تو ہوتے ہی ہیں، اس کے علاوہ حسی اثرات بھی اُس کے جسم پر مرتب ہوتے ہیں ! مثلاً جھاڑ پھونک کے ذریعے، حدیث شریف میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فَاتِحَۃُ الْکِتَابِ شِفَاءٌ مِّنْ کُلِّ دَآءٍ [2] سورۂ فاتحہ تمام بیماریوں کا علاج ہے ! تو قلبی بیماریوں

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب الرقاق رقم الحدیث ۵۲۱۲
[2] مشکوٰۃ المصابیح کتاب فضائل القرآن رقم الحدیث ۲۱۷۰

کے لیے بھی یہ علاج ہونا چاہیے یعنی ترجمہ اور مطلب کے اعتبار سے عقائد کی اصلاح بھی ہے ! خدا کی حمد وثنا اور شکر کے بعد اُس کی ربوبیت کا اعتراف ہے ! توحید ہے ! ہدایت کی دُعا ہے ! اس کے علاوہ اس میں ایک جملہ عاجزی کا بھی ہے ! اپنی بہت عاجزی اور اللہ کی بڑائی کا بیان وہ ﴿ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ﴾ ہے ! تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں یعنی سب سے بڑا مدد کرنے والا ! مدد کرنے والوں کی بھی مدد کرنے والا ! مدد کرنے والوں کو بھی توفیق دینے والا تو ہی ہے ! اور تیری ہی عبادت ہم کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں کیونکہ حقیقتاً مدد دینے والا تو ہی ہے ! تو پوری مخلوق کے بارے میں جیسا کہ اس نے اعتراف کیا عاجزی کا اسی طرح اُس نے تمام مخلوقات کے بارے میں گویا اعتراف کیا کہ کوئی بھی تو مدد کے قابل نہیں ! اور کون مدد کرسکتا ہے ؟ اگر کسی کا خدانخواستہ اُنگلی کا اتنا سا ٹکڑا ضائع ہو جائے اور ماں باپ چاہیں کہ کسی طرح سے یہ پیدا ہو جائے تو نہ پیدا کر سکتے ہیں اور نہ اپنا لگا سکتے ہیں ! ! تو اصل میں مدد دینے والا اللہ تعالیٰ ہے ! ! ! تو اس مضمون کا اثر باطن پر تو یہ پڑتا ہے کہ جو غلط عقائد ہیں اُن سے ہدایت پر آجاتا ہے ! اور ظاہری طور پر یہ ہے کہ پھر انسان یہ اعتراف کرتا ہے اور خدا سے مدد چاہتا ہے تو اس کے کثرت سے پڑھنے سے فوائد ضرور مرتب ہوتے ہیں ! چالیس، اکتالیس دفعہ روزانہ پڑھتے ہیں، زیادہ سے زیادہ ایک سوا ایک دفعہ پڑھنا پانی پر دم کرنا یہ پلانا بیمار کو کافی ہوتا ہے ! ! تو اللہ تعالیٰ نے کلامِ پاک کے اندر عقائد اور معانی کے اعتبار سے بھی شفا رکھی ہے ! !

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا سے نوازے، آمین۔ اختتامی دُعا........(مطبوعہ ماہنامہ انوارِ مدینہ مئی ۱۹۹۳)

شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے آڈیو بیانات (درسِ حدیث) جامعہ کی ویب سائٹ پر سُنے اور پڑھے جاسکتے ہیں

http://www.jamiamadniajadeed.org

محمد ﷺ کی حیثیت، فرائض اور خصوصیات

مؤرخِ ملت حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمہ اللہ کی تصنیفِ لطیف

سیرتِ مبارکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے چند اَوراق

❁ ❁ ❁

شمع سوزاں اور سراج منیر کو گل کرنے کی کوشش :

وہی محمد ﷺ سردارانِ قریش جس کو ''اَلصَّادِقْ'' اور ''اَلْاَمِیْن'' کہا کرتے تھے اُس کی مقدس تعلیم کو جب اِنہوں نے اپنے مفادات کے لیے خطرۂ عظیم اور برقِ خرمن سوز سمجھا[1] تو اب رات دن ان کی کوشش یہ تھی کہ اِس آواز کو دبائیں اور اِس شمع کو گل کردیں ! چنانچہ باپ دادا کے مذہبِ قدیم کے نام پر عوام میں اشتعال پیدا کردیا جس پر وہ آنحضرت ﷺ اور گنے چنے مٹھی بھر مسلمانوں کے درپے ہوگئے ! اس کے علاوہ خود اِن کی سرگرمیاں نئے نئے ستم ایجاد کرنے میں مصروف رہنے لگیں خانہ کعبہ کا حرمِ محترم جہاں خود اُن کے عقیدے کے بموجب کسی بھی جاندار کو ستانا گناہ تھا، جب محمد (رسول اللہ ﷺ) وہاں اپنے رب کی عبادت کرتے تو ستائے جاتے اور طرح طرح ستائے جاتے تھے ایک دفعہ ابوجہل نے اپنے ساتھیوں سے کہا

''اگر میں نے دیکھ لیا کہ حرمِ کعبہ میں ''محمد'' اپنا چہرہ زمین پر رکھے ہوئے ہیں

تو میں اُس کی گردن اپنے پیر سے روندھ دُوں گا[2]

ابوجہل نے تو ایسا نہیں کیا لیکن اس کا دوست ''عُقبہ بن ابی مُعَیط'' اس سے بھی زیادہ حرکت کر گزرا ! آنحضرت ﷺ حرم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے عُقبہ بن ابی مُعَیط نے چادر گردن میں ڈال دی اور اِتنی زور سے اس کو اِینٹھا کہ محبوبِ خدا (ﷺ) کا سانس گھٹ گیا، آنکھیں باہر کو آنے لگیں ! ! اتفاق سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں پہنچ گئے، عقبہ کو دھکیل کر پیچھے کیا، چادر گردن مبارک سے ڈھیلی کی اور اِن دشمنانِ حق سے کہا :

---

[1] ایسی بجلی جو کھیت کو جلا ڈالے [2] بخاری شریف کتاب التفسیر رقم الحدیث ۴۹۵۸ لَاَطَأَنَّ عَلٰی عُنُقِہٖ

﴿ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ جَآءَ کُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ ﴾ ۱

''کیا تم ایک آدمی کو اِس پر قتل کر رہے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے وہ روشن دلیلیں لایا ہے (جن کا تم انکار نہیں کر سکتے)'' ۲

خانہ کعبہ کے قریب اکثر سردارانِ قریش کی نشست رہتی تھی ایک روز آنحضرت ﷺ نماز میں مصروف تھے ابوجہل نے اپنے ساتھیوں سے کہا فلاں محلّہ میں اُونٹنی ذبح ہوئی ہے ایسا کرو کہ اس کا بچہ دان اُٹھالاؤ ۳ اور ''محمد'' کے سر پر رکھ دو ! یہی بد بخت عقبہ بن ابی معیط کھڑا ہو گیا اس محلّہ میں گیا بچہ دان اُٹھوا کر لایا اور جب آپ سر بسجود تھے پورا ملغوبا سرِ مبارک پر ڈال دیا ! آنحضرت ﷺ کو حرکت کرنی مشکل ہو گئی (یا بارگاہِ خداوندی میں مظلومانہ شکایت کے لیے قصدًا حرکت نہیں کی ۴) مگر یہ بد بخت اپنی اس بدمستی پر خوش تھے اور قہقہے مارتے ہوئے ایک دوسرے پر ڈھلک رہے تھے !

---

۱ سُورۃ المومن : ۲۸ ۲ بخاری شریف ص ۱۱۷ ۳ سَلَا جَزُوْرٍ ''سَلا'' بچہ دان (بخاری شریف وغیرہ)

۴ قانونِ اسلام کے ماہرین یعنی حضراتِ ائمہ مجتہدین کے لیے یہ واقعہ ایک دوسرے نقطۂ نظر سے موضوع بحث بن گیا کہ نماز کے لیے پاکی شرط ہے، جب اتنی پلیدی ڈال دی گئی تو کیا نماز باقی رہی تو آنحضرت ﷺ نے سجدہ ختم کیوں نہیں کیا ؟ فقہی نقطۂ نظر سے یہ مسئلہ بحث طلب ہے اس بناء پر امام بخاری رحمہ اللہ کا رُجحان یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءِ نماز اور بقاءِ نماز کی حالت میں فرق ہے، نماز کی ابتداء بیشک اس طرح کرنی چاہیے کہ بدن یا کپڑوں پر کوئی ناپاکی نہ ہو لیکن بقاءِ نماز کے لیے یہ شرط نہیں ہے ! لیکن دیگر ائمہ کا یہ مسلک نہیں ہے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا فتویٰ یہ ہے کہ اگر نماز میں ناپاکی اتنی دیر رہے کہ اتنی دیر میں ایک رُکن ادا کیا جا سکتا ہے تب نماز نہیں ہوگی اور اگر اِس سے کم وقفہ تک رہے تو نماز ہو جائے گی۔ جو حضرات ابتداء اور بقاء دونوں کے لیے پاکی ضروری قرار دیتے ہیں ان کا ایک جواب وہ ہے جس کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا یعنی آنحضرت کو جب ناپاکی کا احساس ہوا تو آپ نے یقین فرمالیا کہ نماز ختم ہو گئی اور اسی لیے آپ کو اِتنا صدمہ ہوا کہ آپ نے بد دعا فرمائی باقی آپ کا اسی حالت میں رہنا احتجاجاً تھا یعنی آپ نے سرِ مبارک اس لیے نہیں اُٹھایا کہ آپ بارگاہِ ربُّ العالمین میں یہ حالت پیش فرما کر احتجاج فرما رہے تھے !

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی صاحبزادی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خبر ہوئی، وہ دوڑی ہوئی آئیں اور گندگی کے اِس بوجھ کو سرِ مبارک سے ہٹایا ۱؎

جب حرمِ پاک میں رہنماؤں اور سرداروں کی یہ حرکتیں تھیں تو مکہ کے عوام مکہ کی گلیوں کوچوں میں جو کچھ کر گزرتے کم تھا ! چنانچہ ایسا بھی ہوا کہ اُوپر سے کوڑا کرکٹ ''جسدِ اطہر'' پہ ڈالا گیا ! اور ایک پڑوسی عورت کا محبوب مشغلہ یہ تھا کہ وہ آپ کے راستے میں کانٹے بچھا دیا کرتی تھی ! ۲؎ اس قسم کی حرکتیں خدا جانے کتنی ہوئیں اور لطف یہ ہے کہ یہ حرکتیں اصل پروگرام سے زائد تھیں ! !

منصوبہ بند کوششیں :

ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوتِ عام نہیں دی تھی، آپ خاموشی سے ذکر و فکر اور اپنی اور اپنے ساتھیوں کی تربیت میں مصروف تھے اس وقت بھی قریش کے تاڑنے والوں نے یہ کوشش کی تھی کہ یہ سلسلہ آگے نہ بڑھے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی طرح کی مفاہمت ہوجائے ! مگر اُن کی یہ کوششیں

(بقیہ حاشیہ ص ۲۲) لیکن حقیقت ہے کہ یہ تمام تحقیق اُس وقت ہے جب یہ مان لیا جائے کہ پاکی کے احکام اس واقعہ سے پہلے نازل ہو چکے تھے لیکن اگر پاکی کا حکم ﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴾ (المُدثر : ۴) بعد میں نازل ہوا تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ! حافظ ابن حجرؒ نے سورۂ مدثر کی تفسیر میں ابنِ منذر کی روایت پیش کی ہے القی علی رسول اللہ ﷺ سلی جزور فنزلت یعنی اس آیت کا سببِ نزول ہی یہ واقعہ ہے۔ (فتح الباری سورۂ مدثر ج ۸ ص ۱۵۱)

۱؎ آنحضرت کو جو تکلیف پہنچائی جاتی تھی آپ اس کا انتقام تو کیا لیتے کبھی بددُعا بھی نہیں کرتے تھے البتہ حقوق اللہ کی توہین کی جاتی تھی تو آپ بے چین ہوجاتے تھے اور اُس وقت بددُعا کے الفاظ بھی زبانِ مبارک پر آجاتے تھے ! یہاں اس وقت جو کچھ کیا گیا اس میں اوّل حرمِ کعبہ کی توہین تھی جو خود عقیدۂ قریش کے بموجب بھی حق اللہ کی توہین تھی، دوم یہ کہ بارگاہِ خدا میں سجدہ ریزی کی توہین تھی جس کو ہر ایک سلیم الفطرت انسان کی فطرت حق اللہ کی توہین سمجھتی ہے چنانچہ اس موقع پر اِن سردارانِ قریش کے حق میں آپ کی زبان سے بددُعائیہ کلمات نکلے اور وہ اس طرح پورے ہوئے کہ یہ سب سردار جنگِ بدر میں مارے گئے ! ! ! (بخاری شریف ص ۳۷ وغیرہ)

۲؎ یہ ابولہب کی بیوی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی بھی ہوتی تھی اور اس نے آپ کو بچپن میں گود بھی کھلایا تھا۔ (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۳۴)

ناکام رہی تھیں ! لیکن جب آنحضرت ﷺ نے پورے قریش بلکہ پورے عرب کو مخاطب کر کے تبلیغ شروع کی تو مخالفانہ کوششوں کا بھی نیا دور شروع ہوا !

قریش کے لیے یہ سوال بہت اہم اور بہت پیچیدہ تھا کہ جس کا وہ احترام کرتے رہے تھے اور جس کو ''الصادق'' اور ''الامین'' کہا کرتے تھے اب اس کی تردید کس طرح کریں اور عوام کو کس طرح مطمئن کر کے ''الصادق الامین'' کے خلاف مشتعل کریں ! ؟

حج کا زمانہ قریب آیا تو یہ سوال بہت اہم ہو گیا کیونکہ یہ یقین تھا کہ محمد (رسول اللہ ﷺ) اس اجتماعِ عظیم سے فائدہ اُٹھائیں گے اس مسئلہ پر غور کرنے کے لیے قبائلِ مکہ کے ذمہ داروں کا اجتماع کیا گیا ! ! بحث مباحثہ کے بعد طے کیا گیا کہ پہلے محمد ﷺ سے الگ گفتگو کر لی جائے ولید بن مغیرہ کو گفتگو کے لیے منتخب کیا گیا ولید بن مغیرہ مکہ کا سب سے بڑا دولتمند تھا، بہترین خطیب، بلند پایہ شاعر، جہاں دیدہ، عمر رسیدہ، تجربہ کار اور ایسا سلیقہ مند کہ شاہانِ ایران، افریقہ اور شام کے درباروں میں جاتا رہتا تھا اور وہاں اس کی عزت کی جاتی تھی ! ولید بن مغیرہ کا آسان تعارف اب یہ ہے کہ اسلام کے مشہور اور کامیاب ترین جرنیل حضرت خالد رضی اللہ عنہ اِس کے نامور فرزند تھے جو اِس واقعہ سے تقریبًا پندرہ سال بعد حلقۂ بگوشِ اسلام ہوئے ! !

ولید آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، گفتگو کی ! آنحضرت ﷺ نے اپنے مقصد کی وضاحت کی اور چند آیتیں قرآنِ پاک کی پڑھ کر سنائیں ! ولید آیتیں سن کو ہکا بکا رہ گیا ! آنحضرت ﷺ کو تبلیغ سے منع تو کیا کرتا خود گم ہو گیا خاموشی سے مجلس سے اُٹھا اور جب مجلسِ قریش میں واپس پہنچا تو حالت عجیب تھی ! لوگوں کو خیال ہوا ولید بہک گیا ! محمد کا ہو گیا (ﷺ) ! مگر ولید باہمہ عقل و دانش حیران تھا کہ جو کلام سنا ہے اِس کے بارہ میں اور خود محمد (رسول اللہ ﷺ) کے بارہ میں کیا فیصلہ کرے ! ؟

پورے غور و فکر اور موازنہ کے بعد ولید نے ارکانِ مجلس سے کہا :

''محمد کو کاذب نہیں کہہ سکتے، اس کو کاہن بھی نہیں کہہ سکتے، شعر و سخن کا میں ماہر ہوں اس کا کلام شعر بھی نہیں ہے، کاہنوں کی تُک بندیوں کو بھی جانتا ہوں، محمد جو کلام

پیش کرتے ہیں وہ ان سب سے بہت بلند ہے اِس کو کوئی جواب نہیں اُس کی تاثیر کا یہ عالَم ہے کہ مجھ جیسا پختہ اور ٹھوس آدمی بھی چکرا گیا''

زرد صحافتی مہم :[1]

اصل سوال کے متعلق ولید نے رائے دی کہ ''محمد'' ﷺ کی شائستہ اور شیریں گفتگو اور اُس کلام کی غیر معمولی تاثیر کا توڑ یہی ہو سکتا ہے کہ پوری قوت سے پروپیگنڈہ کرو کہ

(۱) محمد (ﷺ) جادوگر ہے وہ ایسے منتر پڑھتا ہے کہ گھر گھر میں پھوٹ پڑ جاتی ہے لہٰذا اِس کی بات نہ سنو ! !

(۲) وہ دین سے پھر گیا ہے، وہ کہتا ہے کہ تم سب تمہارے باپ دادا اور تمہارے وہ دیوتا جن کی پوجا کرتے ہو، یہ سب دوزخ کا ایندھن ہیں ! !

(۳) تم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ محمد (ﷺ) کا دماغ خراب ہو گیا ہے ! !

ولید کی رائے سے سب نے اتفاق کیا اور صرف طے ہی نہیں کیا بلکہ اِس شد و مد سے عمل بھی شروع کر دیا کہ ابھی قبائل کے لوگ حج کے لیے روانہ بھی نہیں ہوئے تھے کہ محمد (ﷺ) کی بے دینی کا چرچا ان کی گلی کوچوں تک پہنچ گیا ! اور نہ صرف محمد (ﷺ) بلکہ آپ کے خاندان ''آلِ ہاشم'' کے متعلق بھی نفرت کی لہر اُن تمام قبائل میں دوڑ گئی جو حج کے لیے آنے والے تھے ! !

ابولہب کی ذمہ داری :

ابولہب کے متعلق طے کیا گیا کہ وہ محمد (ﷺ) کی نگرانی رکھیں گے اور جہاں وہ تقریر کرنا چاہیں یا لوگوں سے گفتگو کریں وہ ان کو منتشر کر دیں ! ''ابولہب'' آنحضرت ﷺ کا سب سے بڑا چچا (تایا) تھا، مالدار اور باوجاہت بھی تھا ! عرب کے قاعدے کے مطابق خاندان کا بڑا شخص خاندان کے ہر فرد کا ولی مانا جاتا تھا اور اُس کو حق ہوتا تھا کہ وہ اپنے چھوٹے کے متعلق کوئی اعلان کر دے، قصاص وغیرہ کے قضیوں میں ایسے ولی کے قول کی خاص اہمیت ہوتی تھی ! اسی غرض سے اُس کو اِس خدمت کے لیے مقرر کیا گیا تھا کہ خاندان کے سب سے بڑے شخص کی حیثیت سے لوگوں کو بتائے کہ محمد (ﷺ) کا دماغ

---

[1] DISINFORMATION

خراب ہوگیا ہے، وہ اپنے خاندانی بزرگوں کو جہنمی بتاتا ہے اور دیوتاؤں کی توہین کرتا ہے وغیرہ ! ظاہر ہے خاندان کے سب سے بڑے شخص کے قول سے زیادہ کس کی بات معتبر ہو سکتی ہے ! ! ؟

آلِ ہاشم کی ذمہ داری :

حج کے موقع پر انتظام کے متعدد شعبے خصوصًا سِقایہ یعنی حاجیوں کے لیے پانی کا انتظام (جو سرزمینِ حجاز خصوصًا مکہ میں سب سے سخت کام تھا) آلِ ہاشم کے سپرد ہوتا تھا !

یہ عجیب بات ہے کہ ابولہب کے علاوہ آپ کا پورا خاندان اگرچہ مسلمان نہیں ہوا تھا مگر آپ کا حامی تھا ! خواجہ ابوطالب ان میں پیش پیش تھے ! سردارانِ قریش کے پروپیگنڈے کے باعث جو نفرت خاندانِ ہاشم سے عرب میں پھیل گئی تھی، خواجہ ابوطالب کو اِس کا اندازہ تھا، انہیں خطرہ ہوا کہ حج کے موقع پر یہ نفرت بغاوت کی شکل اختیار کرلے گی اور وہ ان خدمات سے محروم ہوجائیں گے جو حج کے موقع پر ان کے سپرد ہوتی تھیں ! قبائلی رقابت اس فتنہ کو اور ہوا دے سکتی تھی !

منفی میڈیا مہم کا جواب :

لٰہذا خواجہ ابوطالب نے تقریبًا سو شعر کا طویل قصیدہ لکھا [۱] جس میں خانہ کعبہ، حرم شریف کی عظمت و حرمت، اس کے واجب الاحترام ہونے کے متعلق مسلمہ روایات پھر خاندانِ ہاشم کی عظیم الشان خدمات کا تذکرہ کیا اس قصیدہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر بھی روشنی ڈالی کہ اِن کے اخلاق و اَوصاف کیا ہیں اور قریش کس طرح ان کی تعظیم کرتے رہے ہیں اسی قصیدہ کا وہ مشہور شعر ہے جو نعت شریف کے موقع پر عام طور سے پڑھایا جاتا ہے :

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ [۲]

---

[۱] ابن ہشام نے اس پورے قصیدہ کو نقل کیا ہے اور اس کی وجہ تصنیف یہی بیان کی ہے جو اُوپر گزری (ج ۱ ص ۱۶۶ تا ۱۷۱)

[۲] یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تعریف یہ ہے کہ ایسا روشن چہرہ جس کا واسطہ دے کر بادل سے بارش مانگی جاتی ہے ! یتیموں کی پناہ ہیں ! بے سہارا بیوہ عورتوں کی عصمتوں کے محافظ ! (صحیح البخاری رقم الحدیث ۱۰۰۸) (یہ ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ بارش نہیں ہوئی تھی تو قریش نے آپ سے دعا کرائی تھی اور بارش ہوگئی تھی)

آنحضرت ﷺ کے محامد بیان کرنے کے بعد یہ بھی واضح کیا کہ اگر چہ وہ ایک نئے مذہب کی دعوت دے رہے ہیں مگر اَبناءِ ہاشم جو حجاج کی خدمت کرتے ہیں وہ ان کے مذہب کے حامی نہیں ہیں وہ بدستور اپنے قدیم مذہب پر قائم ہیں اور ان کے عقائد وہی ہیں جو سردارانِ قریش اور عام عرب کے عقائد ہیں، وہ اسی طرح دیوتاؤں کو مانتے ہیں اور ان کی پوجا کرتے ہیں، بایں ہمہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ ''محمد'' (ﷺ) کو مخالفین کے حوالے کردیں ! خاندانِ ابوطالب اپنی جانیں قربان کردے گا مگر اپنی موجودگی میں محمد (ﷺ) کا بال بیکا نہیں ہونے دے گا ! ! !

عرب شعر کے دلدادہ ہوتے تھے، شاعروں کے قصیدے جیسے ہی پڑھے جاتے تھے، بچہ بچہ کی زبان پر چڑھ جاتے تھے اور پھر جگہ جگہ وہ نقل کیے جاتے تھے ! اُس وقت شعراء کے قصائد کو وہی طاقت حاصل تھی جو دورِ حاضر میں کسی مضبوط پریس کو حاصل ہے چنانچہ خواجہ ابوطالب کا یہ قصیدہ تمام قبائل میں پھیل گیا اور اس طرح وہ فتنہ فرو ہوا جو بنو ہاشم کے خلاف کھڑا کیا جا رہا تھا ! مگر آنحضرت ﷺ کی دعوت کے متعلق اس کی وہی قوت باقی رہی بلکہ خواجہ ابو طالب کے قصیدے نے اور تائید کردی کہ محمد (ﷺ) نئے مذہب کے داعی ہیں ! چنانچہ خواجہ ابوطالب اور ان کے ساتھیوں کو تو اپنی خدمات کی انجام دہی میں کوئی نئی دُشواری پیش نہیں آئی مگر آنحضرت (ﷺ) کا تعاقب پوری طرح کیا گیا آنحضرت ﷺ جہاں تشریف لے جاتے عرب کا گورا چٹا[1] ایک باوجاہت سردار (ابولہب) ان کے پیچھے ہوتا جو لوگوں کو ڈانتا رہتا کہ اِن کی بات نہ سنو، یہ پاگل ہوگئے ہیں[2] (مَعَاذَ اللّٰہ)

---

[1] ابولہب کا رنگ سفید، سرخی رُخساروں میں گھلی ہوئی، اس کے رُخساروں کو شعلوں سے تشبیہ دیتے ہوئے اس کا لقب ''ابولہب'' رکھا گیا تھا یعنی شعلوں والا [2] طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۴۵ وغیرہ

ہڑبونگ اور اِنتشار :

ابولہب کا یہ طریقہ انفرادی نہیں رہا بلکہ اجتماعی بن گیا اور یہ طے کر دیا گیا کہ محمد رسول اللہ (ﷺ) جہاں بھی تقریر کریں یا قرآنِ پاک کی آیتیں سنائیں اتنا شور مچاؤ کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دے اور محمد (ﷺ) زچ ہو کر رہ جائیں[1] قریشِ مکہ کی شرارت پسندی کو دَاد دینی چاہیے کہ کئی سال تک یہ پروگرام چلاتے رہے ! ! !

ناکہ بندی :

ابوذر قبیلہ غفار کے نمایاں شخص تھے، دل میں صداقت کی تڑپ رکھتے تھے آنحضرت ﷺ کے دعوائے نبوت کا چرچا آپ تک پہنچا، حقیقت معلوم کرنے کا شوق پیدا ہوا، چھوٹے بھائی (اُنَیس) سے کہا مکہ معظّمہ جاؤ اور تحقیق کر کے آؤ، اُنیس مکہ آئے، ملے جلے اور واپس جا کر رپورٹ دی

''ایک صاحب ہیں اچھی باتیں بتاتے ہیں بری باتوں سے روکتے ہیں''

ابوذر اس دوحرفی رپورٹ سے مطمئن نہیں ہوئے خود سفر کا اِرادہ کر لیا اور فورًا ہی تیار ہو کر چل دیے ! ابوذر مکہ میں آئے لیکن تحقیق کس سے کریں ؟ جہاں نام لینا بھی مصیبت کا سر لینا تھا، لوگ مارنے اور پیٹنے کو تیار ہو جاتے تھے، وہاں راستہ کون بتاتا اور تعارف کون کراتا، کئی دن اسی شش و پنج میں گزر گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اِن کو دیکھا کرتے تھے ایک روز ان کو دیکھ کر ٹھٹکے اَتہ پتہ اور مکہ آنے کا سبب معلوم کیا اور جب مقصد معلوم ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ چلو مگر اس طرح چلو کہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ میرے ساتھ چل رہے ہو، میں کوئی اندیشہ محسوس کروں گا تو چپل ٹھیک کرنے کے بہانے دیوار سے لگ کر کھڑا ہو جاؤں گا تم آگے چلتے رہنا ! غرض حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بڑی رازداری سے کام لیا تب حضرت ابوذر منزلِ مقصود تک پہنچ سکے ! ! !

حضرت ابوذرؓ کی نظر رُوئے انور پر پڑی، دل نے تصدیق کی کہ گوہر مراد حاصل ہو گیا ! آپ نے اسلام کا پیغام معلوم کیا اور بقول ابوذرؓ وہیں کے وہیں (فورًا) مسلمان ہو گئے ! ! ![2]

---

[1] قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ﴿ لَا تَسْمَعُوْا لِھٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴾ (سُورۂ حٰم سجدہ : ۲۶)

[2] اَسْلَمْتُ مَکَانِیْ (صحیح البخاری ص۴۹۹)

زَدوکوب اور مشقِ ستم : ۱

ایمان کا نور تھا یا جرأت و ہمت کا فولاد جو اَبوذر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا ! واپس ہو کر حرمِ کعبہ میں پہنچے قریش کے کئی سردار حرم میں موجود تھے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی نظر اِن فرعون منش سرداروں پر پڑی تو جوش آ گیا ایسی سیدھی راہ اور ایسی سچی بات ! اور ان لوگوں نے اس کے ناکے بند کر رکھے ہیں ! ؟

اور یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجسم صداقت و ہدایت ان کا کوئی نام تک زبان پر نہیں لاسکتا اس تصور نے جذبہ کی قوت حاصل کی ! چنانچہ آپ نے ان رؤسا کو خطاب کر کے فرمایا

یَا مَعَشَرَ الْقُرَیْش ! اِنِّی اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

(اے قریشیو ! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)

قریش کے سردار اس جرأت کو کب نظر انداز کر سکتے تھے ، آواز دی

قُوْمُوْا اِلٰی ھٰذَا الصَّابِیْ اُٹھ کھڑے ہو اِس بے دین کی طرف (مارو اِس بے دین کو)

سب طرف سے لوگ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑے اور جاں بلب کر دیا !

حضرت عباس جو اَب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے وہاں موجود تھے، انہیں خطرہ ہوا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کی جان جاتی رہے گی وہ اِن کے اُوپر اوندھے پڑ گئے اور پکار کر کہا :

''یہ قبیلہ غفار کا آدمی ہے، اس کے قبیلہ والوں نے اگر تمہارا راستہ بند کر دیا تو بھوکے مر جاؤ گے ، غلہ کا ایک دانہ تم تک نہ پہنچ سکے گا''

غلہ کا نام سن کر لوگوں نے ان کو چھوڑا !

اگلے روز پھر یہی ہوا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اسلام کا نعرہ بلند کیا اور قریش کے نوجوانوں نے اِن کو پیٹنا شروع کیا، تب بھی حضرت عباس ہی کسی طرح وہاں پہنچ گئے اور یہی کہہ کر اِن کو بچایا ! ! ۲

اس طرح کے واقعات اسلام لانے والوں کے ساتھ مسلسل ہوتے رہتے تھے

---

۱ مذہبی آزادی سلب، عدم برداشت اور دہشت گردی ۲ بخاری شریف ص ۴۹۹

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کئی بار اِس طرح تختۂ مشق بن چکے تھے ! مگر مارنے والوں میں کوئی بچانے والا بھی کھڑا ہوجاتا تھا جس سے جان بچ جاتی تھی ! !

لیکن ایسا بھی ہوا کہ کوئی بچانے والا نہیں پہنچ سکا تو جان بھی جاتی رہی !

☆ حارث بن ابی ہالہ جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لڑکے اور آنحضرت ﷺ کے پروردہ تھے ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کو چھڑانے آئے، لوگوں نے آپ کو تو چھوڑ دیا مگر اِن کو اِتنا مارا کہ شہید ہوگئے اسلام کی راہ میں یہ پہلا خون تھا جس سے حرمِ مکہ کی وہ زمین رنگین ہوئی جہاں اللہ کے بندے طواف کیا کرتے ہیں ! ! ! [1]

☆ حضرت عمار رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں ان کے والد کا نام یاسر اور والدہ کا نام سُمَیَّہؓ تھا ابوجہل نے حضرت سُمَیَّہ رضی اللہ عنہا کے اندام نہانی میں برچھی ماری وہ غریب شہید ہوگئیں ! ! یہ پہلی خاتون تھیں جو راہِ خدا میں شہید ہوئیں ! [2]

☆ حضرت عمارؓ کو جلتی ہوئی زمین پر لٹاتے اور اِتنا مارتے کہ بے ہوش ہوجاتے تھے مگر زندگی تھی باقی رہ گئے !

☆ حضرت بلالؓ اُمیہ بن خلف کے غلام تھے جب ٹھیک دوپہر ہوجاتی توان کو تپتے ہوئے بالُو پر لٹایا جاتا [3] اور پتھر اِن کے سینہ پر رکھ دیا جاتا کہ جنبش نہ کرنے پائیں اور ان سے کہا جاتا کہ اسلام سے باز آئیں، مگر اِن کی زبان سے '' اَحَدٌ '' ہی نکلتا یعنی ''معبود ایک ہی ہے اُس کا کوئی شریک نہیں ہے'' جب دھوپ میں تیزی نہ رہتی تو گلے میں رسی بندھوا کر لڑکوں کے حوالے کردیا جاتا کہ مکہ کے اِس سرے سے اُس سرے تک گھسیٹتے پھریں ! ! !

---

[1] اَوَّلُ مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ تَحْتَ الرُّکْنِ الْیَمَانِیْ (الاصابہ ج۱ ص ۳۰۶)

[2] اَوَّلُ شَہِیْدَةٍ فِی الْاِسْلَامِ (الاستیعاب ص ۶۳۵) [3] ریت

☆ حضرت ابو فُکَیھہؓ صفوان بن اُمیہ کے غلام تھے، صفوان ان کو بھی یہی سزا دلواتا تھا کہ اِن کو گھسیٹتے ہوئے تپتے ہوئے ریت پر ڈال دیا جاتا اور سینہ پر پتھر رکھ دیا جاتا، ایک روز اتنا بھاری پتھر سینہ پر رکھ دیا گیا کہ ان کی زبان نکل آئی ! ! !

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جو تیسرے خلیفہ ہوئے، بہت اُونچے خاندان کے باحیثیت رئیس تھے جب مسلمان ہوئے تو دوسروں نے نہیں خود اِن کے چچا نے ان کو رسی سے باندھ کر مارا ! ! !

☆ حضرت زُبیر بن العَوَّامؓ اسلام لائے تو ان کے چچا اِن کو چٹائی میں لپیٹ کر ان کی ناک میں دھواں دیتے تھے ! ! !

☆ حضرت خَبَّابْ بن الارتؓ مسلمان ہوئے تو ان کو طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں ! ایک روز دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹا دیا گیا، ایک شخص چھاتی پر پیر رکھ کر کھڑا ہو گیا کہ کروٹ نہ لے سکیں، یہاں تک کہ کوئلے خون اور چربی سے تر ہو کر ٹھنڈے ہو گئے ! مدتوں کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں انہوں نے یہ واقعہ بیان کیا اور پیٹھ کھول کر دکھائی جو برص کے داغ کی طرح بالکل سفید تھی[1]

الغرض اس طرح کے مظلوموں کی فہرست بہت طویل ہے اور مظالم کی داستان اس سے بھی زیادہ طویل ! مقصد یہ ہے کہ اس طرح کے مظالم جو سوچے سمجھے منصوبے کے بموجب قریش کی طرف سے کیے جا رہے تھے انہوں نے مکہ کی پوری فضا کو اس درجہ دہشت زدہ اور مرعوب کر دیا تھا کہ کھلے بندوں اعلانِ حق تو درکنار لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی زبان پر لانے کی بھی ہمت نہیں ہوتی تھی حتی کہ حضرت ابوذر غفاریؓ بعض روایتوں کے بموجب ایک ماہ تک حرم شریف میں پڑے رہے صرف زمزم پر گزر رہا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچ سکے، کسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اَندازہ ہوا تو بڑی رازداری کے ساتھ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے (جس کی تفصیل اُوپر گزری)

---

[1] یہ تمام واقعات اِن حضرات کے حالات میں ''الاستیعاب'' اور ''الاصابہ'' وغیرہ میں درج ہیں۔

رُوپوشی :

اس طرح کے بے پناہ مظالم نے آنحضرت ﷺ کو مجبور کر دیا کہ کسی خفیہ مقام پر قیام فرمائیں چنانچہ ایک مدت تک دارِ بنی اَرقم میں آپ اور آپ کے ساتھی جن کی تعداد تیس کے قریب تھی، پناہ گزیں رہے !

نہایت عجیب بات یہ ہے کہ اِن تمام مظالم کے مقابلہ میں رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِیْن کی زبانِ مبارک اگر متحرک ہوتی تو صرف دعائے خیر کے لیے ! یہی حضرت خبابؓ جن کو اَنگاروں پر لٹایا گیا تھا اُنہوں نے ایک روز درخواست کی کہ رسولِ خدا (ﷺ) ان ظالموں کے لیے بددُعا فرما دیں ! آنحضرت ﷺ دیوارِ کعبہ کے سایہ میں چادر کا تکیہ بنائے ہوئے اس کے سہارے تشریف فرما تھے جیسے ہی حضرت خبابؓ کے الفاظ سُنے سیدھے بیٹھ گئے رُوئے انور سرخ ہوگیا ! فرمایا :

> ''پہلی اُمتوں میں یہاں تک ظلم ہوئے ہیں کہ لوہے کے کنگھے سے ہڈیوں اور پٹھوں تک گوشت کھرچ دیا جاتا تھا، کسی داعی حق کے سر پر آرہ رکھ کر بیچ سے چیر دیا گیا مگر ان حضرات کے پائے استقلال میں جنبش نہیں آئی ! پھر فرمایا یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دین کو مکمل فرمائے گا یہاں تک کہ ایک مسافر تنہا صنعاء یمن سے حضرِ موت تک پہنچ جایا کرے گا، راستہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا اُس کو کسی کا خوف نہیں ہوگا، بہت سے بہت بھیڑیے کا خطرہ ہوگا جو اِس کے گلہ پر حملہ کر سکے گا [1]

مقصد :

حضرت عمار، ان کے والد اور والدہ تینوں کو طرح طرح ستایا جا رہا تھا آنحضرت ﷺ اس طرف سے گزرے ان کو مبتلاءِ عذاب دیکھ کر فرمایا : صَبْرًا یَا آلَ یَاسِرٍ اِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْجَنَّةُ [2]
''آلِ یاسر ! صبر کرو، تم سے جنت کا وعدہ ہے''

---

[1] بخاری شریف ص ۵۴۳ [2] الاستیعاب ص ۶۳۶

نصب العین :

یعنی اس انقلابی پارٹی کی پہلی شرط یہ تھی کہ اس کے مجاہدین کی نظر صرف آخرت پر ہوگی ! ان کی ہر قربانی اللہ کے لیے ہوگی ! غلبہ اور اقتدار حاصل ہونے کے بعد یقینًا دنیاوی مفادات بھی حاصل ہوں گے مگر وہ اللہ تعالیٰ کا فضل و اِنعام مانا جائے گا، مجاہد کا نصب العین نہیں ہوگا قرآنِ حکیم نے اعلان فرمادیا :

﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾ (سُورة القصص : ۸۳)

''یہ عالمِ آخرت ہم ان ہی لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا اور نیک نتیجہ متقی لوگوں کے لیے ہوتا ہے''

(ماخوذ از سیرتِ مبارکہ محمد رسول اللہ ﷺ ص ۲۷۰ تا ۲۸۲)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُ الاقامہ (ہوسٹل) اور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے۔ (اِدارہ)

تربیتِ اولاد

قسط : ۲

﴿ اَزافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ﴾

زیرِنظر رسالہ ''تربیتِ اولاد'' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے افادات کا مرتب مجموعہ ہے جس میں عقل ونقل اور تجربہ کی روشنی میں اولاد کے ہونے ، نہ ہونے ، ہوکر مرجانے اور حالتِ حمل اور پیدائش سے لے کر زمانۂ بلوغ تک رُوحانی وجسمانی تعلیم وتربیت کے اسلامی طریقے اور شرعی احکام بتلائے گئے ہیں ! پیدائش کے بعد پیش آنے والے معاملات ، عقیقہ، ختنہ وغیرہ اُمور تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں، مردعورت کے لیے ماں باپ بننے سے پہلے اور اُس کے بعد اس کا مطالعہ اولاد کی صحیح رہنمائی کے لیے ان شاء اللہ مفید ہوگا۔اس کے مطابق عمل کرنے سے اَولاد نہ صرف دُنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی بلکہ ذخیرۂ آخرت بھی ثابت ہوگی ان شاء اللہ ! اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اِس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے، آمین

اولاد کی اہمیت اور اُس کے فضائل :

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبت کرنے والی ہو اور بچے جنے والی ہو کیونکہ تمہاری زیادتی سے دُوسرے اُمتوں پر فخر کروں گا کہ میری اُمت اتنی زیادہ ہے۔(ابوداؤد و نسائی)

فائدہ : اولاد کا ہونا بھی کتنا بڑا فائدہ ہے زندگی میں بھی کہ وہ سب سے بڑھ کر اپنے خدمت گزار اور مددگار اور فرمانبردار اور خیرخواہ ہوتے ہیں اور مرنے کے بعد اِس کے لیے دُعا (اور ایصالِ ثواب بھی کرتے ہیں) اور اگر آگے نسل چلی تو اُس کے دینی راستہ پر چلنے والے مدتوں تک رہتے ہیں اور مرنے کے بعد بھی برابر اِس کو ثواب ملتا رہتا ہے اور قیامت میں بھی (بڑا فائدہ ہے)۔اسی طرح جو بچے بچپن میں مرگئے وہ اِس کو بخشوائیں گے ! جو بالغ ہوکر نیک ہوئے وہ بھی (اپنے والدین کے لیے)

سفارش کریں گے ! اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی تعداد بڑھتی ہے جس سے دُنیا میں بھی قوت بڑھتی ہے اور قیامت میں ہمارے پیغمبر ﷺ خوش ہو کر فخر فرمائیں گے ! (حیاۃ المسلمین)

حضور ﷺ کی اولاد سے محبت :

حق تعالیٰ نے اولاد کی محبت والدین کے دل میں پیدا کی ہے اور یہ ایسی محبت ہے کہ جو مقدس ذاتیں محض حق تعالیٰ ہی کی محبت کے لیے مخصوص ہیں وہ بھی اس محبت سے خالی نہیں چنانچہ سیدنا رسول اللہ ﷺ کو حضراتِ حسنین سے ایسی محبت تھی کہ ایک بار آپ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں حضرات حسنین بچے تھے لڑکھڑاتے ہوئے مسجد میں آگئے۔ حضور ﷺ سے اُن کا لڑکھڑانا دیکھ کر نہ رہا گیا۔ آپ نے درمیانِ خطبہ ہی ممبر سے اُتر کر اُن کو گود میں اُٹھا لیا اور پھر خطبہ جاری فرمایا ! اگر آج کوئی شیخ ایسا کرے تو جہلا اُس کی حرکت کو خلافِ وقار کہتے ہیں، مگر وہ زبان سنبھالیں کیسا وقار لیے پھرتے ہیں آج کل لوگوں نے تکبر کا نام وقار اور خودداری رکھ لیا ہے !

اور وفات کے واقعات میں یہ ہوا کہ حضور ﷺ نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت رنج وغم کا اظہار فرمایا، آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور زبان سے یہ بھی فرمایا کہ اے ابراہیم ہم کو تمہاری جدائی کا واقعی صدمہ ہے !

الغرض اولاد کی محبت سے ذواتِ قدسیہ بھی خالی نہیں یہ تو حق تعالیٰ کی حکمت ہے کہ ہمارے اندر اولاد کی محبت پیدا کر دی اور اگر یہ داعی نہ ہوتا تو ہم اُن کے حقوق ادا نہ کر سکتے ! (الفیض الحسن ملحقہ حقوق الزوجین)

اولاد کی محبت کیوں پیدا کی گئی ؟

بچے جو گوہ کا ڈھیر اور موت کی پوٹ ہیں، اُن کی پرورش بغیر قلبی داعیہ (اور جذبہ) کے ہو ہی نہیں سکتی ! بچے تو ہر وقت اپنی خدمت کراتے ہیں، خود خدمت کے لائق نہیں اُن کی حرکتیں بھی مجنونانہ (پاگل پن کی سی ہوتی) ہیں مگر حق تعالیٰ نے ایسی محبت پیدا کر دی ہے کہ اُن کی مجنونانہ حرکت بھی بھلی معلوم ہوتی ہیں حتی کہ بعض دفعہ وہ کبھی خلافِ تہذیب کام کرتے ہیں جس پر سزا دینا عقلاً ضروری ہوتا ہے

مگر بچوں کے متعلق عقلمندوں میں اختلاف ہوجا تا ہے، ایک کہتا ہے سزا دی جائے دُوسرا کہتا ہے نہیں بچے ہیں ان سے ایسی غلطی ہو ہی جاتی ہے معاف کر دینا چاہیے ! غرض اپنے بچوں کو تو کیوں نہ چاہیں، دُوسرے کے بچوں کو دیکھ کر پیار آتا ہے اور اُن کی حرکتیں اچھی معلوم ہوتی ہیں ! اگر یہ محبت کا تقاضا اور داعیہ نہ ہو تو راتوں کو جاگنا اور گوہ موت کرانا دشوار ہو جاتا، کسی غیر کی بچے کی خدمت کر کے دیکھو تو حقیقت معلوم ہو جائے گی ! گو خدا کا خوف کر کے تم روزانہ اُس کی خدمت کر دو مگر دل میں ناگواری ضرور ہوگی غصہ بھی آئے گا سوتیلی اولاد کی خدمت اس لیے گراں ہوتی ہے کہ اس کے دل میں اُن کی محبت نہیں ہوتی چونکہ اولاد کی محبت بغیر محبت کے دُشوار تھی اس لیے حق تعالیٰ نے اولاد کی محبت والدین کے دل میں ایسی پیدا کر دی کہ اب وہ اُس کی خدمت کرنے پر مجبور ہیں ! ! !

اولاد کی تمنا :

(لوگوں کو) اَولاد کی تمنا اِس لیے ہوتی ہے کہ نام باقی رہے گا (خاندان اور سلسلہ چلے گا) ! تو نام کی حقیقت سن لیجئے کہ ایک مجمع میں جا کر ذرا لوگوں سے پوچھئے تو بہت سے لوگوں کو پردادا کا نام معلوم نہ ہوگا ! جب خود اولاد ہی کو اپنے پردادا کا نام معلوم نہیں تو دُوسروں کو خاک معلوم ہوگا ؟ تو بتلایئے اولاد والوں کا بھی نام کہاں رہا ؟ !

صاحبو ! نام تو خدا کی فرمانبرداری سے چلتا ہے ! خدا کی فرمانبرداری کرو اُس سے نام چلے گا ! اولاد سے نام نہیں چلا کرتا بلکہ اولاد نالائق ہوئی تو اُلٹی بدنامی ہوتی ہے ! اور نام چلا بھی تو نام چلنا ہی کیا چیز ہے جس کی تمنا کی جائے ! یوں کسی کو طبعی طور پر اَولاد کی تمنا بھی ہو تو میں اُس کو برا نہیں کہتا کیونکہ اولاد کی محبت انسان میں طبعی (فطری) ہے چنانچہ بعض لوگ جنت میں بھی اولاد کی تمنا کریں گے حالانکہ وہاں نام کا چلنا بھی مقصود نہ ہوگا۔ کیونکہ جنت کے رہنے والے کبھی ختم نہ ہوں گے بلکہ وہاں اس تمنا کا منشاء (سبب) محض طبعی تقاضا ہوگا، تو میں اس سے منع نہیں کرتا۔

مقصود صرف یہ ہے کہ اس طبعی تقاضے کی وجہ سے عورت کی خطاء نکال لینا کہ تیرے اولاد نہیں ہوتی یا لڑکیاں ہی ہوتی ہیں، بڑی غلطی ہے ! اور اس قسم کی غیر اختیاری جرائم نکال کر اُن سے خفا ہونا اور اُن پر زیادتی کرنا ممنوع (اور ناجائز) حرام ہے ! اس میں اُن بیچاریوں کی کیا خطا ہے جو ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے ! (حقوق البیت ص ۳۹)

یہ تو نہایت سخت غلطی ہے مثلاً بعض لوگ بیوی سے کہتے ہیں کہ کمبخت تیرے کبھی اولاد ہی نہیں ہوتی تو اس میں وہ بیچاری کیا کرے ؟ اولاد کا ہونا کسی کے اختیار میں تھوڑی ہے بعض دفعہ بادشاہوں کے اولاد نہیں ہوتی حالانکہ وہ ہر قسم کی مقوی غذائیں اور (حمل والی) دوائیں بھی استعمال کرتے ہیں مگر پھر بھی خاک اثر نہیں ہوتا ! یہ تو محض اللہ تعالیٰ کے قبضہ واِختیار کی بات ہے اس میں عورتوں کا کیا قصور ہے ؟ بعض مردوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ وہ بیوی سے اس بات پر خفا ہوتے ہیں کہ کم بخت تیرے تو لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوتی ہیں ! سواوّل تو اِس میں اُس کی کیا خطا ہے، اطباء (ڈاکٹروں) سے پوچھو تو وہ شاید اس میں آپ ہی کا قصور بتلائیں، دُوسرے یہ ناگواری کی بات بھی نہیں !

اگر اولاد ذخیرۂ آخرت ہو تو بہت بڑی نعمت ہے :

اگر اولاد دین میں مدد دے تو سبحان اللہ (اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے) ایک بزرگ تھے وہ نکاح نہ کرتے تھے ایک مرتبہ سو رہے تھے کہ اچانک چونک پڑے اور کہنے لگے جلدی کوئی لڑکی لاؤ (نکاح کرنا ہے) ایک مخلص مرید حاضر تھے اُن کی ایک لڑکی کنواری تھی لا کر فوراً حاضر کی اُسی وقت نکاح ہوا اللہ تعالیٰ نے ایک بچہ دیا اور وہ مر گیا۔ بیوی سے کہا کہ جو میرا مطلب تھا وہ پورا ہو گیا اب تجھ کو اختیار ہے اگر تجھ کو دُنیا کی خواہش ہے تو میں تجھ کو آزاد کر دُوں کسی سے نکاح کرلے اور اگر اللہ کی یاد میں اپنی عمر ختم کرنا ہو تو یہاں رہو چونکہ وہ بیوی اُن کے پاس رہ چکی تھی اور صحبت کا اثر اُس کے اندر آ گیا تھا اُس نے کہا کہ میں تو اب کہیں نہیں جاؤں گی چنانچہ دونوں میاں بیوی اللہ کے یاد میں رہے !

(باقی صفحہ ۶۰)

رحمٰن کے خاص بندے

قسط : ۱۳

﴿ حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری، اُستاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند ﴾

کھانے پینے میں اسراف :

اسلام نے جائز حدود میں رہتے ہوئے کھانے پینے وغیرہ پر کوئی پابندی نہیں لگائی ہے ! لیکن اگر کسی انسان کی یہ حالت ہوجائے کہ وہ ہر وقت اسی اُدھیڑ پن میں لگا رہے کہ کیا کھائے اور کیا پیے ؟ تو یہ حالت کسی بھی انسان کے لیے پسندیدہ قرار نہیں دی جاسکتی ! کیونکہ انسان کی پیدائش محض کھانے پینے کے لیے نہیں ہوئی ہے بلکہ اپنے رب کی اطاعت اور بندگی اس کے وجود کا اصل مقصد ہے اس مقصد کو درکنار کر کے چٹور پن کا عادی بن جانا محض خسارے کی بات ہے !

☆ سیّدنا حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ

مَا مَلَأَ آدَمِیٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ اُکُلَاتٌ یُقِمْنَ صُلْبَهٗ فَاِنْ کَانَتْ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِهٖ وَ ثُلُثٌ لِشَرَابِهٖ وَ ثُلُثٌ لِنَفَسِهٖ.[1]

''آدمی پیٹ سے زیادہ بدترین برتن کوئی نہیں بھرتا، آدمی کو پیٹھ سیدھی رکھنے کے لیے چند لقمے کافی ہیں، پس اگر ضروری ہی ہو تو تہائی حصہ کھانے کے لیے، تہائی حصہ پینے کے لیے اور تہائی حصہ سانس لینے کے لیے رکھنا چاہیے''

☆ سیّدنا ابو جُحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں ثرید (گوشت کے شوربے میں روٹی کے ٹکڑے ڈال کر تیار کیا ہوا کھانا) کھا کر پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھے ڈکار آنے لگی جسے سن کر پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :

---

[1] سُنن الترمذی رقم الحدیث ۲۳۸۰ ، الترغیب و الترھیب رقم الحدیث ۳۲۷۳

یَا ھٰذَا ! کُفَّ مِنْ جُشَائِکَ فَاِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ شَبَعًا فِی الدُّنْیَا اَکْثَرُھُمْ جُوْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ. ۱؎

''ارے بھائی ! اپنی ڈکار ہم سے الگ رکھو کیونکہ دنیا میں جو لوگ زیادہ بھر پیٹ رہیں گے وہی قیامت میں سب سے زیادہ بھوکے ہوں گے''

سیّدنا ابو جُحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد کبھی پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا الخ

☆ سیّدنا حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

سَیَکُوْنُ رِجَالٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یَأْکُلُوْنَ اَلْوَانَ الطَّعَامِ وَ یَشْرَبُوْنَ اَلْوَانَ الشَّرَابِ وَ یَلْبَسُوْنَ اَلْوَانَ الثِّیَابِ وَ یَتَشَدَّقُوْنَ فِی الْکَلَامِ فَاُولٰئِکَ شِرَارُ اُمَّتِیْ ۲؎

''عنقریب میری اُمت میں ایسے لوگ پائے جائیں گے جو مختلف قسم کے کھانے کھائیں گے اور مختلف مشروبات پئیں گے اور طرح طرح کے کپڑے پہنیں گے اور مَٹھار مَٹھار کر باتیں بنائیں گے پس یہ میری اُمت کے بدترین لوگ ہیں''

☆ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے چہروں سے بھوک کا احساس فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا کہ ''بشارت قبول کرو ! کیونکہ عنقریب تم پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ صبح کو تمہارے سامنے ثرید کا پیالہ لایا جائے گا اور شام کو بھی اُسی طرح کا کھانا پیش کیا جائے گا'' تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس دن ہم لوگ اچھی حالت میں ہوں گے (گویا کہ عبادت میں یکسوئی میسر ہوگی) تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''نہیں، بلکہ آج تم لوگ اس دن سے زیادہ بہتر حالت میں ہو'' ۳؎

۱؎ الترغیب والترھیب مکمل حدیث ۳۲۷۴ بیت الافکار الدولیة

۲؎ الطبرانی فی الکبیر ۱۰۷/۸ رقم الحدیث ۷۵۱۳ دار احیاء التراث العربی ، الترغیب و الترھیب مکمل رقم الحدیث ۳۲۹۴ بیت الافکار الدولیة ، ومثله عن فاطمةؓ رقم الحدیث ۳۲۱۲

۳؎ رواه البزار ، الترغیب و الترھیب مکمل رقم الحدیث ۳۲۸۱ بیت الافکار الدولیة

☆ سیّدنا حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر علیہ الصلٰوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا :

اِنَّمَا اَخْشٰی عَلَیْکُمْ شَھَوَاتِ الْغَیِّ فِیْ بُطُوْنِکُمْ وَ فُرُوْجِکُمْ وَ مُضِلَّاتِ الْھَوٰی . ۱؎

''مجھے تم پر تمہارے پیٹوں اور شرم گاہوں اور گمراہ کُن افکار میں کج روی کی خواہشات پیدا ہونے کا خطرہ ہے''

☆ سیّدنا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :

کُلُوْ وَاشْرَبُوْا وَ تَصَدَّقُوْا مَالَمْ یُخَالِطْہُ اِسْرَافٌ وَلَا مَخْیَلَۃٌ . ۲؎

''کھاؤ پیو اور صدقہ کرو جب تک کہ اِس کے ساتھ اسراف اور کبر و غرور شامل نہ ہو''

☆ سیّدنا حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا :

اِنَّ شِرَارَ اُمَّتِی الَّذِیْنَ غُذُوْا بِالنَّعِیْمِ وَ نَبَتَتْ عَلَیْہِ اَجْسَامُھُمْ ۳؎

''میری اُمت کے بدترین وہ لوگ ہیں جو نعمتوں میں پلیں بڑھیں اور اسی حالت میں اُن کے بدن پروان چڑھیں''

افسوس ہے کہ ایک طرف مذکورہ روایات ہیں، دوسری طرف آج ہم لوگوں کا حال یہ ہے کہ ہماری توجہات کھانے پینے کی لذتوں کی طرف حد سے زیادہ بڑھ چکی ہیں ! قوم کا چاہے کچھ بھی حال ہو اور دُنیا کے حالات کتنے ہی سنگین ہوں، ہمارے دسترخوانوں اور ہوٹلوں پر اس کا بظاہر کوئی اثر نظر نہیں آتا ! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پوری قوم بس کھانے پینے میں ہی مست ہے اور اپنی ساری خداداد صلاحیتیں اِسی پر صرف کر رہی ہے الامان والحفیظ.

۱؎ رواہ احمد ۴/۴۲۰ دارُالفکر بیروت ، الترغیب و الترھیب مکمل رقم الحدیث ۳۲۸۷

۲؎ سُنن النسائی ج۱ ص۲۷۵ ، سُنن ابن ماجۃ ص ۲۵۷ و الترغیب و الترھیب مکمل رقم الحدیث ۳۲۹۱

۳؎ رواہ البزار، الترغیب و الترھیب مکمل رقم الحدیث ۳۲۹۳ بیت الافکار الدولیۃ

کھانے کو ضائع نہ کریں :

شریعت میں رزق کے احترام کی بڑی تاکید کی گئی ہے اسی لیے ہاتھ دھو کر دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھانے کا حکم ہے تاکہ اگر کھانے کا کوئی حصہ دسترخوان پر گر جائے تو وہ ضائع نہ ہو بلکہ جمع کر کے استعمال کر لیا جائے ! حد تو یہ ہے کہ اُنگلیوں پر جو کھانا لگا رہتا ہے اُسے بھی منہ سے چاٹ لینے کا حکم ہے، چاٹے بغیر رُومال سے صاف کرنا یا پانی سے دھو لینا ممنوع ہے۔

اسی طرح حتی الامکان پلیٹ اور برتن کو صاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ان کو موجبِ اجر وثواب عمل قرار دیا گیا ہے ! اس میں بھی رزق کے اجزاء کی تعظیم پیشِ نظر ہے۔

☆ سیّدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ طَعَامًا فَلَا یَمْسَحْ یَدَہٗ حَتّٰی یَلْعَقَھَا اَوْ یُلْعِقَھَا .[1]

''جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو اُس وقت تک اپنی اُنگلیوں کو صاف نہ کرے جب تک کہ انہیں خود نہ چاٹ لے یا (کسی دوسرے بے تکلف شخص کو) نہ چٹا دے''

☆ سیّدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :

اِنَّ الشَّیْطَانَ لَیَحْضُرُ اَحَدَکُمْ عِنْدَ کُلِّ شَیْئٍ مِنْ شَأْنِہٖ حَتّٰی یَحْضُرَہٗ عِنْدَ طَعَامِہٖ ، فَاِذَا سَقَطَتْ لُقْمَۃُ اَحَدِکُمْ فَلْیَأْخُذْھَا فَلْیُمِطْ مَا کَانَ بِھَا مِنْ اَذًی ثُمَّ لِیَأْکُلْھَا وَلَا یَدَعْھَا لِلشَّیْطَانِ فَاِذَا فَرَغَ فَلْیَلْعَقْ اَصَابِعَہٗ فَاِنَّہٗ لَا یَدْرِیْ فِیْ اَیِّ طَعَامِہِ الْبَرَکَۃُ .[2]

''شیطان ہر کام کے وقت تمہارے پاس موجود رہتا ہے، یہاں تک کہ کھاتے وقت بھی حاضر ہوتا ہے، پس اگر تم میں سے کسی کا لقمہ ہاتھ سے گر جائے تو وہ اسے

---

[1] صحیح البخاری رقم الحدیث ۵۴۵۶ ، صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۰۳۱ ، الترغیب والترھیب مکمل رقم الحدیث ۳۳۱۰ بیت الافکار الدولیة

[2] صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۰۳۳ ، الترغیب و الترھیب رقم الحدیث ۳۳۰۸ بیت الافکار الدولیة

اُٹھا کر ناگوار چیز دُور کر کے کھالے اور شیطان کے لیے نہ چھوڑے ! پھر جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو اپنی اُنگلیاں چاٹ لے اس لیے کہ اُسے یہ معلوم نہیں ہے کہ کھانے کے کس حصہ میں برکت ہے''

شارحینؒ لکھتے ہیں کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ گرے ہوئے لقمے کو نہ کھانے میں ایک تو اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری اور رزق کی بے حرمتی لازم آتی ہے ! !

دوسرے یہ کہ اکثر متکبرین لوگ ہی یہ گرا ہوا لقمہ کھانے سے اعراض کرتے ہیں اور یہ شیطان کا طریقہ ہے اس لیے لَا یَدَعْھَا لِلشَّیْطَانِ (یہ لقمہ شیطان کے لیے نہ چھوڑو) کی تعبیر استعمال کی گئی ہے۔ [۱]

بعض احادیث میں ہے کہ جو شخص دسترخوان پر گرے ہوئے ٹکڑوں کو کھانے کا اہتمام رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائیں گے۔ [۲]

اور بعض اکابر سے منقول ہے کہ جو شخص گرے ہوئے کھانے کے ٹکڑوں کو کھائے گا وہ تنگ دستی اور موذی بیماریوں سے محفوظ رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ [۳]

بعض لوگوں کی عادت یہ ہوتی ہے کہ وہ روٹی کے درمیانی حصہ کو کھالیتے ہیں اور کنارے چھوڑ دیتے ہیں اور پھر وہ کنارے کوڑے دان میں ڈال دیے جاتے ہیں تو یہ رزق کی بڑی بے حرمتی کی بات ہے اور سراسر اسراف میں داخل ہے جس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ [۴]

برتن دُعا دیتا ہے :

برتن اور پلیٹ کو صاف کر کے رزق کو بے حرمتی سے بچانے پر نبی اکرم ﷺ نے مغفرت کی بشارت سنائی ہے حضرت نُبیشۃ الخیرؓ سے منقول ہے کہ نبی اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :

مَنْ اَکَلَ فِیْ قَصْعَۃٍ ثُمَّ لَحِسَھَا اِسْتَغْفَرَتْ لَہُ الْقَصْعَۃُ . [۵]

---

[۱] حاشیہ سنن الترمذی، ابواب الاطعمۃ ، باب ماجاء اللقمۃ تسقط ۲/ ۲

[۲] شمائل کبریٰ ۱/ ۴۲ بحوالہ مجمع الزوائد ۵/ ۳۰ [۳] شمائلِ کبریٰ ۱/ ۴۲

[۴] مستفاد فتاویٰ تاتارخانیہ ج۱۸ ص ۱۳۴ زکریا [۵] سُنن الترمذی باب ماجاء فی اللقمۃ تسقط ۲/ ۲

''جو شخص کسی پیالے میں کھانا کھائے پھر اس کو اچھی طرح صاف کر لے تو وہ پیالہ اُس کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے''

اس کی شرح کرتے ہوئے محدثین لکھتے ہیں کہ برتن کو صاف کرنا تواضع کی علامت ہے، پس جو شخص یہ عمل کرے گا وہ کبر سے بری ہونے کی وجہ سے مغفرت کا مستحق ہوگا ! اور چونکہ برتن اس مغفرت کے حصول کا سبب بن رہا ہے اس لیے طلبِ مغفرت کو برتن کی جانب منسوب کیا گیا ہے۔ [1]

خلاصہ یہ کہ شریعت میں اس بات کی بہت تاکید کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جو رزق کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہ اس کی ہرگز ناقدری نہ کریں ! لیکن اس معاملہ میں آج کل ہمارے معاشرے میں کوتاہیاں عام ہیں، بالخصوص تقریبات اور دعوتوں میں کھانے کی جس قدر بے حرمتی ہورہی ہے وہ ناقابلِ بیان ہے ! ہوس میں پلیٹوں میں زیادہ کھانا نکال لیا جاتا ہے اور پھر اسے بے تکلف کوڑے دان میں ڈال دیا جاتا ہے، پلیٹیں صاف کرنے کی سنت متروک ہوتی جارہی ہے اور کوئی شخص دوسرے کی پلیٹ میں چھوڑا ہوا کھانا ہرگز پسند نہیں کرتا ہے جس کی وجہ سے اس عمل کی برائی ہی دل سے نکل چکی ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اللہ کی نعمتوں کا شکر بجالائے اور ہر طرح کی ناشکری اور ناقدری سے احتراز کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رزق کی قدر دانی کی توفیق عطا فرمائیں اور ناقدری کی وجہ سے اپنی نعمتوں سے محروم نہ فرمائیں، آمین!

[1] طیبی بحوالہ حاشیہ سُنن ترمذی ۲/۲

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب

قسط : ۱

﴿ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب رحمة اللہ علیہ ﴾

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سیّدِ عالم ﷺ کو اپنے گھر والوں میں سب سے زیادہ پیاری تھیں علماء نے اِن کو آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیوں میں عمر میں سب سے چھوٹی بتایا ہے حضرت عائشہؓ سے ایک صاحب نے دریافت کیا کہ آنحضرت ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا ؟ جواب میں فرمایا فاطمہ ! سائل نے دوبارہ دریافت کیا کہ مردوں میں کون زیادہ محبوب تھا ؟ جواب میں فرمایا کہ فاطمہ کا شوہر !

الاصابہ میں لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت سیّدِ عالم ﷺ کی عمر شریف کے اکتالیسویں سال ہوئی ! مدائنی فرماتے ہیں کہ اِن کی ولادت اُس وقت ہوئی جبکہ آنحضرت ﷺ کی عمر شریف ۳۵ سال تھی اور اُس وقت قریش کعبة اللہ کی تعمیر میں لگے ہوئے تھے اور سیّدِ عالم ﷺ بھی اُن کے ساتھ مشغول تھے۔

جب سیّدِ عالم ﷺ کو ربّ العزت کی جانب سے تبلیغ کا حکم ہوا اور آپ نے بَامرِ الٰہی توحید کی دعوت دینا شروع کر دی تو قریشِ مکہ آپ کے دُشمن ہو گئے اور طرح طرح سے آپ کو ستانے لگے ! آپ کی تکلیف سے آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ کی اولاد سب ہی کو تکلیف پہنچتی اور دُکھ ہوتا تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنی کم عمری میں ان تکلیفوں کو سہتی تھیں۔ ایک مرتبہ سیّدِ عالم ﷺ نے کعبہ شریف کے قریب نماز کی نیت باندھ لی، وہیں قریش اپنی مجلسوں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اِن میں سے ایک بدبخت نے حاضرینِ مجلس سے کہا کہ بولو تم میں سے کون اِس کام کو کر سکتا ہے کہ فلاں خاندان نے جو اُونٹ ذبح کیا ہے اُس کی اَوجھڑی اور خون اور لید لے آوے اور پھر جب یہ سجدہ میں جاویں تو اِن کے کاندھوں کے درمیان رکھ دیوے ؟ یہ سن کر ایک شقی اُٹھا جو اُس وقت کے حاضرین میں سب سے زیادہ بدبخت تھا اُس نے یہ سب گندی چیزیں لا کر سیّدِ عالم ﷺ کے دونوں کاندھوں

کے درمیان رکھ دیں اور آپ سجدہ ہی میں رہ گئے۔ آپ کا یہ حال دیکھ کر اُن لوگوں نے (بے خود ہوکر) ہنسنا شروع کیا اور اِس قدر ہنسے کہ ہنسی کی وجہ سے ایک دُوسرے پر گرنے لگے۔ کسی نے یہ ماجرہ دیکھ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جا کر خبر دی (اُس وقت وہ نوعمر تھیں) خبر پا کر دوڑی چلی آئیں اور سیّدِ عالم ﷺ کے مبارک کاندھوں سے اُٹھا کر وہ گندگی پھینک دی اور اِن لوگوں کو بُرا کہنے لگیں پھر جب سیّدِ عالم ﷺ نماز سے فارغ ہوگئے تو آپ نے تین مرتبہ بددُعا فرمائی۔ آپ کی عادت تھی کہ جب دُعا فرماتے تو تین مرتبہ فرماتے تھے اور جب اللہ سے سوال کرتے تھے تو تین مرتبہ سوال کرتے تھے۔ آپ نے اوّل تو قریش کے لیے عام بددُعا کی اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ (اے اللہ تو قریش کو سزا دے) اس کے بعد قریش کے سرغنوں کے نام لے کر ہر ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ بددُعا فرمائی ! [1]

الغرض حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بچپن دین کے لیے تکلیفیں سہنے میں گزراحتی کہ سیّدِ عالم ﷺ نے قریش کی ایذاؤں سے بچنے کے لیے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی۔

ہجرت :

سیّدِ عالم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رفیقِ سفر بنا کر ہجرت کی تھی اور آپ اپنے تمام کنبہ کو مکہ معظّمہ ہی میں چھوڑ گئے تھے۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کا پورا اِتباع کیا اور اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر آپ کے ساتھ چلے گئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سیّدِ عالم ﷺ نے ہجرت فرمائی تو ہم دونوں بیویوں (حضرت سودہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو اور اپنی صاحبزادیوں کو مکہ ہی میں چھوڑ کر تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ پہنچ کر جب آپ مقیم ہوگئے تو زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ اور ابورافع رضی اللہ عنہ کو دو اُونٹ اور پانچ سو درہم دے کر مکہ بھیجا تاکہ ہم سب کو مدینہ منورہ لے جائیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اِس مقصد سے دو یا تین اُونٹ دے کر آدمی بھیجا اور اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو لکھ دیا کہ سارے کنبہ کو لے آؤ چنانچہ حضرت سیّدِ عالم ﷺ اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے سب گھر والوں نے ایک ساتھ مدینہ منورہ کو ہجرت کی ! اس قافلہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی بہن حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا اور اُم المؤمنین

[1] مشکوۃ المصابیح عن بخاری و مسلم

حضرت سودہؓ اور حضرت اَسماء بنتِ اِبی بکرؓ اور ان کے علاوہ دیگر حضرات تھے، جس وقت یہ قافلہ مدینہ منورہ پہنچا سیّدِ عالم ﷺ مسجد کے آس پاس اپنے اہل وعیال کے لیے حجرے بنوار ہے تھے۔ ان ہی میں آپ نے اپنی صاحبزادیوں اور اُم المومنین حضرت سودہؓ کو ٹھہرایا۔

شادی :

ہجرت کے بعد ۲ ہجری میں سیّدِ عالم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دیا اُس وقت سیّدہ فاطمہ زہراءؓ کی عمر پندرہ سال پانچ ماہ تھی اور حضرت علی مرتضیٰؓ کی عمر اکیس سال پانچ ماہ تھی ! حضرت انسؓ نے فرمایا کہ پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سیّدِ عالم ﷺ کو پیغام دیا کہ حضرت سیدہ فاطمہ زہراءؓ سے میرا نکاح فرمادیں لیکن آپ نے اعراض فرمایا پھر ان کے بعد حضرت عمرؓ نے بھی یہی پیغام دیا لیکن آپ نے ان کے پیغام سے بھی اعراض فرمایا جب ان دونوں اکابر کو معلوم ہو گیا کہ آپ ہمارے نکاح میں نہ دیں گے تو دونوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رائے دی کہ تم اپنے لیے پیغام دو ! حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ مجھے ان حضرات نے اس چیز کی طرف متوجہ کیا جس سے میں غافل تھا ان کی توجہ دلانے سے میں سیّدِ عالم ﷺ کی خدمتِ گرامی میں حاضر ہوا اور پیغامِ نکاح دے دیا۔[1]

مسند امامِ احمدؒ میں حضرت علیؓ کا واقعہ خود اُن کی زبانی نقل کیا ہے کہ جب میں نے سیّدِ عالم ﷺ کی صاحبزادی کے بارے میں اپنے نکاح کا پیغام دینے کا اِرادہ کیا تو میں نے (دل) میں کہا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے پھر یہ کام کیونکر انجام پائے گا ؟ لیکن اس کے بعد ہی معاً دل میں سیّدِ عالم ﷺ کی سخاوت اور نوازش کا خیال آگیا (اور سوچ لیا کہ آپ خود ہی کچھ انتظام فرماویں گے) ! ! لہٰذا میں نے حاضر خدمت ہو کر پیغامِ نکاح دے دیا۔ آپ نے سوال فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ ہے ؟ میں نے عرض کیا نہیں ! فرمایا وہ زِرہ کہاں گئی جو میں نے تم کو فلاں روز دی تھی ؟ میں نے کہا جی ہاں وہ تو ہے ! فرمایا اُس کو (مہر میں) دے دو ! ! !

---

[1] زُرقانی علی المواھب

مَوَاھِبِ لَدُنِّیَّہ میں ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ جب میں نے اپنا پیغام دیا تو سیّدِ عالم ﷺ نے سوال فرمایا کہ کچھ تمہارے پاس ہے ؟ میں نے عرض کیا میرا گھوڑا اور زِرہ ہے۔ فرمایا تمہارے پاس گھوڑے کا ہونا (جہاد) کے لیے ضروری ہے لیکن ایسا کرو کہ زِرہ کو فروخت کردو ! چنانچہ میں نے وہ زِرہ چار سو اَسی درہم میں فروخت کر کے رقم آپ کی خدمت میں حاضر کردی [1] اور آپ کی مبارک گود میں ڈال دی ! آپ نے اُس میں سے ایک مٹھی بھر کر حضرت بلال کو دی اور فرمایا کہ اے بلال جاؤ اِس کی خوشبو [2] ہمارے لیے خرید کر لاؤ اور ساتھ ہی ساتھ جہیز تیار کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ایک چارپائی اور چمڑے کا ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی تیار کیا گیا۔ (رُخصتی کے روز) عشاء کی نماز سے قبل سیّدِ عالم ﷺ نے سیّدہ فاطمہ کو حضرت اُمّ اَیمن کے ساتھ سیّد السادات حضرت علی مرتضیٰ کے گھر بھیج دیا پھر نماز کے بعد خود اُن کے یہاں تشریف لے گئے اور حضرت سیّدہ فاطمہ سے فرمایا کہ پانی لاؤ چنانچہ وہ ایک پیالہ میں پانی لے آئیں، آپ نے اس پانی سے منہ مبارک میں پانی لیا اور پھر اس پانی سے اُن کے سینہ پر اور سر پر چھینٹے دیے اور بارگاہِ خداوندی میں دُعا کی

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِكَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

اے اللہ میں اِس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردُود کی شرارت سے محفوظ رکھنے کے لیے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں اس کے بعد ان کے دونوں کاندھوں کے درمیان اس پانی کے چھینٹے دیے پھر علی سے بھی پانی منگایا اور اس میں کلی کر کے ان کے سر اور سینہ اور دونوں کاندھوں کے درمیان چھینٹے دیے اور وہی دُعا دی جو لختِ جگر حضرت سیّدہ فاطمہ کو دی تھی ! اس کے بعد یہ فرما کر واپس تشریف لے آئے بِسْمِ اللّٰہِ وَالْبَرَکَۃِ اپنی اہلیہ کے ساتھ رہو سہو !

---

[1] خریدنے والے حضرت عثمان تھے۔ اُنہوں نے خرید کر واپس کردی اور رقم اور زِرہ دونوں حضرت علی کے پاس رہیں حضرت علی نے زِرہ اور رقم دونوں سیّدِ عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر کردیں تو آپ نے حضرت عثمان کو بڑی دُعائیں دیں۔ (زُرقانی) [2] ایک اور روایت میں ہے کہ اِس رقم میں سے دو تہائی خوشبو میں اور ایک تہائی کپڑوں میں خرچ کرنے کے متعلق آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

حضورِ اقدس ﷺ کے مشہور خادم حضرت انس نے بھی حضرت سیّدنا علی اور سیدہ فاطمہ کے نکاح کی تفصیل نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ ابوبکر، عمر، عثمان، عبدالرحمن اور چند انصار کو بلالاؤ، چنانچہ میں بلالایا ! جب یہ حضرات حاضر ہوگئے اور اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو آنحضرت ﷺ نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور اِس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ علی سے فاطمہ کا نکاح کردُوں ! تم لوگ گواہ ہو جاؤ کہ میں نے چار سو مثقال چاندی [1] مہر میں مقرر کرکے علی سے فاطمہ کا نکاح کردیا اگر علی اس پر راضی ہوں، اُس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ایک طبق میں خشک کھجوریں (یعنی چھوارے) منگائے اور حاضرین سے فرمایا جس کے ہاتھ چھوارے پڑیں لے لیوے چنانچہ حاضرین نے ایسا ہی کیا پھر اُسی وقت حضرت علی پہنچ گئے۔ ان کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ تم سے فاطمہ کا نکاح چار سو مثقال چاندی مہر مقرر کرکے کردُوں، کیا تم اس پر راضی ہو ؟ اُنہوں نے عرض کیا جی میں راضی ہوں یا رسول اللہ ! جب حضرت علی نے رضامندی ظاہر کردی تو آنحضرت ﷺ نے دُعا دیتے ہوئے فرمایا :

جَمَعَ اللّٰہُ بَیْنَکُمَا وَ اَعَزَّ جَدَّکُمَا وَ بَارَکَ عَلَیْکُمَا وَ اَخْرَجَ مِنْکُمَا کَثِیْرًا طَیِّبًا

''اللہ تم میں جوڑ رکھے اور تمہارا نصیب اچھا کرے اور تم پر برکت دے اور تم سے بہت اور پاکیزہ اولاد ظاہر فرماوے''

الاصابہ میں لکھا ہے تَزَوَّجَ عَلِیٌّ فَاطِمَۃَ فِیْ رَجَبَ سَنَۃَ مَقْدَمِھِمُ الْمَدِیْنَۃَ وَبَنٰی بِھَا مَرْجِعَھُمْ مِنْ بَدْرٍ وَّلَھَا یَوْمَئِذٍ ثَمَانَ عَشَرَۃَ سَنَۃً یعنی حضرت علی نے حضرت فاطمہ سے ماہِ رجب میں نکاح کیا جبکہ

---

[1] پہلے گزرا ہے کہ چار سو اَسی درہم میں زِرہ فروخت کرکے مہر میں اِس کی قیمت حضرت علی نے پیش کردی اور یہاں ۴۰۰ مثقال چاندی کا ذکر ہے۔ دونوں روایات اِس طرح جمع ہوسکتی ہیں کہ ۴۰۰ مثقال چاندی کے وزن کے ۴۸۰ درہم بنائے ہوئے ہوں۔ موجودہ سکہ کے اعتبار سے کسی نے حضرت فاطمہ کا مہر ۱۳۷ روپے اور کسی نے ۱۵۰ روپے سمجھ رکھا ہے حالانکہ مہر فاطمی کا تعلق دراہم سے ہے روپے سے نہیں ہے۔

ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تھے اور رُخصتی غزوۂ بدر سے واپس ہونے پر ہوئی ، اُس وقت حضرت سیّدہ فاطمہؓ کی عمر اٹھارہ سال تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح اور رُخصتی ایک ہی ساتھ نہ ہوئی تھی !

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز :

الاصابہ میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جہیز میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک بچھونا اور ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور دو چکیاں اور دو مشکیزے عنایت فرمائے ! ایک روایت میں چار تکیے آئے ہیں اور ایک روایت میں چار پائی کا ذکر بھی ہے ! [1] ایک روایت میں ہے کہ اِن کی رخصتی جس رات کو ہوئی اُن کا بستر مینڈھے کی کھال تھا [2] ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا بستر ہو اَور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ بھی جہیز میں آنحضرت ﷺ نے عنایت فرمایا ہو ! ! !

ولیمہ :

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دُوسرے روز اَپنا ولیمہ کیا جس میں سادگی کے ساتھ جو میسر آیا کھلا دیا ! ولیمہ میں جو(کی روٹی)، کھجوریں، حریرہ، پنیر، مینڈھے کا گوشت تھا ! [3]

کام کی تقسیم :

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی خادم نہیں تھا گھر کا کام دونوں میاں بیوی مل کر کر لیتے تھے حضورِ اقدس ﷺ نے اُن کا کام اس طرح تقسیم فرما دیا تھا کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر کے اندر کے کام کیا کریں (مثلاً آٹا گوندھنا، کھانا پکانا، بستر بچھانا، جھاڑو دینا وغیرہ) اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر کے باہر کا کام انجام دیا کریں ! ! [4]

(جاری ہے)

---

[1] مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی [2] الترغیب والترھیب [3] من المواھب وشرحہ [4] زادُ المعاد

قسط : ۴ ، آخری

فضیلت کی راتیں

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب ، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

شبِ جمعہ کی فضیلت :

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام فرماتے تھے :

لَیْلَةُ الْجُمُعَةِ لَیْلَةٌ غَرَّاءُ وَیَوْمُ الْجُمُعَةِ یَوْمٌ اَزْھَرُ .[1]

''جمعہ کی رات روشن رات ہے اور جمعہ کا دن چمکتا دن ہے''

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا :

خَمْسُ لَیَالٍ لَا یُرَدُّ فِیْھِنَّ الدُّعَاءُ لَیْلَةُ الْجُمُعَةِ وَاَوَّلُ لَیْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ وَلَیْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَلَیْلَتَا الْعِیْدِ .[2]

''پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں کی جانے والی دعا رد نہیں ہوتی : (۱) شبِ جمعہ (۲) رجب کی پہلی رات (۳) شعبان کی پندرہویں شب (۴) عید الفطر کی رات (۵) عید الاضحٰی کی رات''

☆ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

بَلَغَنَا اَنَّہٗ کَانَ یُقَالُ اِنَّ الدُّعَاءَ یُسْتَجَابُ فِیْ خَمْسِ لَیَالٍ فِیْ لَیْلَةِ الْجُمُعَةِ وَلَیْلَةِ الْاَضْحٰی وَلَیْلَةِ الْفِطْرِ وَ اَوَّلِ لَیْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ وَلَیْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ .[3]

---

[1] شعب الایمان ج ۳ ص ۳۷۵ ، فضائل الاوقات للامام البیھقی ص ۱۰۵ ، مشکوۃ ص ۱۲۱

[2] شعب الایمان ج ۳ ص ۳۴۲ فضائل الاوقات ص ۳۱۲ ، مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۳۱۷

[3] شعب الایمان ج ۳ ص ۳۴۲ ، سُنَنِ کبرٰی ج ۳ ص ۴۱۹ ، لطائف المعارف ابن رجب الحنبلی ص ۱۴۴

''ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یوں کہا جاتا تھا کہ پانچ راتوں میں دعا قبول ہوتی ہے (۱) شبِ جمعہ (۲) عیدالاضحیٰ کی رات (۳) عیدالفطر کی رات (۴) رجب کی پہلی رات (۵) اور شعبان کی پندرہویں شب''

مذکورہ احادیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ شبِ جمعہ اور رجب کی پہلی رات اس لحاظ سے فضیلت کی حامل ہیں کہ ان میں کی جانے والی دعائیں قبول ہوتی ہیں لہٰذا جو لوگ شب زندہ دار ہوں اُنہیں چاہیے کہ وہ ان راتوں میں خلوص کے ساتھ دعا میں مشغول ہوں البتہ چونکہ صحیح احادیث میں ان راتوں کی کوئی مخصوص و متعین عبادت نہیں آئی اس لیے اپنی طرف سے کسی خاص عبادت کا اِن راتوں میں معمول نہ بنائیں ! ! !

شبِ جمعہ کی ایک خاص فضیلت :

جمعہ کی اس فضیلت کے ساتھ ساتھ کہ یہ ایک روشن رات ہے اور اس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں ایک دوسری فضیلت اور بھی ہے وہ یہ کہ جو مسلمان اس رات فوت ہوتا ہے وہ ایک تو منکر ونکیر کے سوال و جواب سے محفوظ رہتا ہے دوسرے وہ عذابِ قبر سے مامون ہوجاتا ہے اُسے عذابِ قبر نہیں ہوتا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَّمُوْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ لَیْلَةَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ.[۱]

''جو کوئی مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی شب فوت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے قبر کے فتنہ سے محفوظ فرما دیتے ہیں''

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

مَنْ مَّاتَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ لَیْلَةَ الْجُمُعَةِ اُجِیْرَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَجَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَلَیْهِ طَابِعُ الشُّهَدَاءِ.[۲]

---

[۱] سُنن ترمذی ج ۱ ص ۱۰۵ باب ماجاء فی من یموت یوم الجمعة ، مُسند احمد ج۲ ص ۱۶۹ ، مشکوة المصابیح ص ۱۲۱ [۲] شرح الصدور ص ۲۰۹ باب مَنْ لَّا یَسْئَلُ فِی الْقَبْرِ

''جو مسلمان جمعہ کے دن یا شب ِ جمعہ میں فوت ہو جاتا ہے اُسے عذابِ قبر سے پناہ دے دی جاتی ہے اور وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اُس پر شہیدوں کی مہر ہوگی''

☆ حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

مَا مِنْ مُّسْلِمٍ اَوْمُسْلِمَةٍ يَّمُوْتُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اَوْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وُقِيَ عَذَابَ الْقَبْرِ وَفِتْنَةَ الْقَبْرِ وَلَقِيَ اللّٰهَ وَلَا حِسَابَ عَلَيْهِ وَجَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَعَهٗ شُهُوْدٌ يَّشْهَدُوْنَ لَهٗ بِالْجَنَّةِ اَوْطَابِعٌ.[1]

''جو مسلمان مرد یا عورت شب ِ جمعہ میں یا جمعہ کے دن فوت ہوتا ہے وہ عذابِ قبر اور فتنۂ قبر سے محفوظ کر دیا جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے اِس حال میں ملے گا کہ اُس پر کسی قسم کا حساب نہیں ہوگا اور قیامت کے دن اِس حال میں آئے گا کہ اُس کے ساتھ گواہ ہوں گے جو اُس کے لیے جنت کی گواہی دیں گے یا مہر ہوگی''

شب ِ جمعہ کی یہ فضیلت جمعہ کے دن اور رمضان المبارک میں فوت ہوجانے والے شخص کے لیے بھی ثابت ہے چنانچہ جو مسلمان جمعہ کے دن یا رمضان المبارک میں فوت ہوجائے اُسے بھی عذابِ قبر نہیں ہوتا ! مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر پیش آنے والے بعض سوالوں کا جواب بھی ذکر کر دیا جائے۔

(1) سوال : شب ِ جمعہ، جمعہ کے دن اور رمضان المبارک میں مرنے والے کو صرف ان ایام میں عذاب نہیں ہوتا یا قیامت تک معافی مل جاتی ہے ؟ ؟

جواب : مومن کو قیامت تک معافی مل جاتی ہے !

(2) سوال : ان ایام میں تو سود خور شرابی اور بدکار بھی مرتے ہیں کیا اُن سے بھی عذابِ قبر مرتفع ہو جاتا ہے ؟

---

[1] شرح الصدور ص ۲۰۹

جواب : اس سوال کے مندرجہ ذیل جواب ہو سکتے ہیں :

(ا) دوسری نصوص کے پیشِ نظر اِس حدیث میں اِجتناب عن الکبائر کی قید ہے لٰہذا جو کبائر سے بچتا ہوگا وہی عذابِ قبر سے بچے گا !

(ب) بعض بدکار بلا حساب بھی جنت میں جائیں گے جن کے لیے یہ سعادت مقدر ہے اِن ایام میں صرف اُن ہی کی موت واقع ہوتی ہے !

(ج) ان ایام میں موت سے صرف عذابِ قبر معاف ہے عذابِ آخرت نہیں ! اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان ایام کی برکت کے سوا کسی اور عمل کی بدولت عذابِ قبر سے بچ گیا تو آئندہ منازل سہل ہوں گی ! ! !

(3) سوال : ان ایام میں تو کافر بھی مرتے ہیں تو کیا وہ بھی عذابِ قبر سے محفوظ ہو جاتے ہیں ؟

جواب : ان ایام میں اگر کافر مر جائے تو اُسے صرف ان ایام میں عذابِ قبر نہیں ہوتا ان کے بعد شروع ہو جاتا ہے ! ! !

(4) سوال : اگر کوئی فوت تو جمعرات کے دن میں ہوا اور اُس کی تدفین جمعہ یا جمعہ کے دن عمل میں آئی تو کیا اُس سے بھی عذابِ قبر مرتفع ہو جائے گا ؟

جواب : یہ وعدہ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں موت پر ہے دفن پر نہیں البتہ عذابِ قبر چونکہ دفن کے بعد شروع ہوتا ہے اور مسلم میت پر شبِ جمعہ سے حشر تک عذاب مرتفع ہو جاتا ہے اس لیے ایسا شخص عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا ! !

☆ ابن البزار رحمہ اللّٰہ فرماتے ہیں :

اَلسُّوَالُ فِیْمَا یَسْتَقِرُّ فِیْهِ الْمَیِّتُ حَتّٰی لَوْ اَکَلَهٗ سَبُعٌ فَالسُّوَالُ فِیْ بَطْنِهٖ فَاِنْ جُعِلَ فِیْ تَابُوْتٍ اَیَّامًا لِنَقْلِهٖ اِلٰی مَکَانٍ آخَرَ لَا یُسْئَلُ مَا لَمْ یُدْفَنْ .

''میت سے سوال و جواب اُسی جگہ ہوتا ہے جو جگہ میت کا مستقر بنتی ہے یہی وجہ ہے

کہ اگر کسی کو کسی درندے نے کھا لیا تو اُس سے سوال وجواب اُس درندے کے پیٹ میں ہوگا اور اگر کسی میت کو چند دن تابوت میں رکھا گیا کسی دوسری جگہ لے جانے کے لیے تو جب تک اُس میت کو دفنا نہیں دیا جائے گا اُس سے سوال وجواب نہیں ہوگا'' [1]

حضرت یعقوب علیہ السلام نے طلبِ استغفار کو شب ِ جمعہ پر موقوف رکھا :

مفسرین کرامؒ لکھتے ہیں کہ برادرانِ یوسف نے اخیر میں جب اپنی خطاؤں کا اقرار کر کے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہماری خطاؤں کی بخشش کی دعا کر دیجئے تو آپ نے فرمایا تھا : ﴿سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ﴾ ''عنقریب میں تمہارے لیے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا'' گویا آپ نے فوراً ہی مغفرت طلب نہیں کی تھی بلکہ وعدہ کر لیا تھا کہ عنقریب کروں گا۔

سوال ہوتا ہے کہ آپ نے برادرانِ یوسف کے لیے مغفرت کب طلب کی ؟

اس سلسلہ میں نبی کریم علیہ الصلٰوۃ والسلام سے دو وقت منقول ہیں :

(۱) ایک یہ کہ آپ نے طلبِ مغفرت وقتِ سحر کی کہ یہ قبولیتِ دعا کا وقت ہے !

(۲) دوسرے یہ کہ آپ نے طلبِ مغفرت شب ِ جمعہ پر موقف رکھی ، جب شب ِ جمعہ آئی تو آپ نے صاحبزادوں کے لیے مغفرت طلب کی [2]

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ﴿سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ﴾ (عنقریب میں تمہارے لیے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا) کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا مطلب یہ تھا کہ شب ِ جمعہ میں مغفرت طلب کروں گا [3]

حضرت وہب بن مُنبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام بیس برس سے بھی زیادہ عرصہ تک ہر شب ِ جمعہ صاحبزادوں کے لیے مغفرت طلب کرتے رہے [4]

---

[1] اس سوال وجواب کی تفصیل کے لیے احسن الفتاوٰی ج ۳ ص ۱۹۷ تا ۱۹۹ ملاحظہ فرمائیں ، یہ معمولی تغیر کے ساتھ اسی سے ماخوذ ہیں [2] روح المعانی ج ۵ ص ۵۵ [3] تفسیر مظہری ج ۵ ص ۲۰۰ [4] ایضاً

حضرت طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے دعاءِ مغفرت کو شبِ جمعہ کے وقتِ سحر پر مؤخر کیے رکھا پھر ایسا اتفاق ہوا کہ اسی شبِ جمعہ دسویں محرم کی رات بھی ہوئی [۱]

حفظِ قرآن کے لیے شبِ جمعہ میں کیا جانے والا ایک خاص عمل :

''حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ علی بھی آگئے اور آکر عرض کرنے لگے کہ (یارسول اللہ ﷺ) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں قرآنِ پاک میرے سینے سے نکلا جاتا ہے جو یاد کرتا ہوں وہ محفوظ نہیں رہتا، رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا اے ابوالحسن (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دُوں کہ جن کے ذریعہ اللہ تمہیں بھی نفع دے گا اور جنہیں تم وہ کلمات سکھاؤ گے اُنہیں بھی نفع دے گا اور جو تم سیکھو گے وہ تمہارے سینے میں محفوظ رہے گا، (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا کہ جی ہاں یارسول اللہ (ﷺ ضرور سکھلا دیجئے) چنانچہ آپ نے مجھے بتلایا کہ جب شبِ جمعہ آئے اور تم رات کے آخری تہائی حصے میں اُٹھ سکو تو یہ بہت ہی اچھا ہے کہ یہ وقت ملائکہ کے نازل ہونے کا ہے اور دعا اس میں خاص طور سے قبول ہوتی ہے، اسی وقت کے انتظار میں میرے بھائی یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا ﴿سَوْفَ اَسْتَغْفِرُلَکُمْ رَبِّیْ﴾ (عنقریب میں تمہارے لیے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا) آپ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ شب جمعہ آنے دو پھر استغفار کروں گا ! اگر اس وقت جاگنا دُشوار ہو تو آدھی رات کے وقت، اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو شروع رات ہی میں کھڑے ہو کر چار رکعت نفل اس طرح پڑھو کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ یٰسین پڑھو، دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ دخان پڑھو،

---

[۱] التفسیر المظہری ج ۵ ص ۲۰۰

تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ الم سجدہ پڑھو اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ ملک پڑھو، جب التحیات سے فارغ ہو جاؤ تو اوّل حق تعالیٰ شانہٗ کی خوب خوب حمد و ثنا کرو پھر مجھ پر اور تمام انبیاءِ کرام پر درود بھیجو پھر تمام مومن مرد و عورت کے لیے نیز اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے جو مر چکے ہیں استغفار کرو اور اس کے بعد یہ دعا پڑھو :

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِی بِتَرْکِ الْمَعَاصِیْ اَبَدًا مَّا اَبْقَیْتَنِیْ وَارْحَمْنِیْ اَنْ اَتَکَلَّفَ مَا لَا یَعْنِیْنِیْ وَارْزُقْنِیْ حُسْنَ النَّظْرِ فِیْمَا یُرْضِیْکَ عَنِّیْ اَللّٰھُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ اَسْئَلُکَ یَااَللّٰہُ یَارَحْمٰنُ بِجَلَالِکَ وَنُوْرِ وَجْھِکَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِیْ حِفْظَ کِتَابِکَ کَمَا عَلَّمْتَنِیْ وَارْزُقْنِیْ اَنْ اَتْلُوَہٗ عَلَی النَّحْوِ الَّذِیْ یُرْضِیْکَ عَنِّیْ اَللّٰھُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ اَسْئَلُکَ یَااَللّٰہُ یَارَحْمٰنُ بِجَلَالِکَ وَنُوْرِ وَجْھِکَ اَنْ تُنَوِّرَ بِکِتَابِکَ بَصَرِیْ وَاَنْ تُطْلِقَ بِہٖ لِسَانِیْ وَاَنْ تُفَرِّجَ بِہٖ عَنْ قَلْبِیْ وَاَنْ تَشْرَحَ بِہٖ صَدْرِیْ وَاَنْ تَغْسِلَ بِہٖ بَدَنِیْ فَاِنَّہٗ لَا یُعِیْنُنِیْ عَلَی الْحَقِّ غَیْرُکَ وَلَا یُؤْتِیْہِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ .

''اے اِلٰہ العالمین مجھ پر رحم فرما کہ جب تک میں زندہ رہوں گناہوں سے بچتا رہوں اور مجھ پر رحم فرما کہ میں بیکار چیزوں میں کلفت نہ اُٹھاؤں اور اپنی مرضیات میں خوش نظری مرحمت فرما ! اے اللہ اے زمین و آسمانوں کے بے نمونہ پیدا کرنے والے، اے عظمت اور بزرگی والے اور اُس غلبہ باعزت کے مالک جس کے حصول کا اِرادہ بھی ناممکن ہے، اے اللہ اے رحمٰن میں تیری بزرگی اور تیری ذات کے نور کے طفیل تجھ سے مانگتا ہوں کہ جس طرح تو نے اپنی کلامِ پاک مجھے سکھادی اسی طرح اِس کی یاد بھی میرے دل سے چسپاں کردے اور مجھے توفیق عطا فرما کہ میں اس کو اِس طرح پڑھوں جس سے تو راضی ہو جاوے !

اے اللہ زمین اور آسمانوں کے بے نمونہ پیدا کرنے والے، اے عظمت اور بزرگی والے اور اس غلبہ یا عزت کے مالک جس کے حصول کا اِرادہ بھی ناممکن ہے، اے اللہ اے رحمٰن میں تیری بزرگی اور تیری ذات کے نور کے طفیل تجھ سے مانگتا ہوں کہ تو میری نظر کو اپنی کتاب کے نور سے منور کردے اور میری زبان کو اس پر جاری کردے اور اس کی برکت سے میرے جسم کے گناہوں کا میل دھودے کہ حق پر تیرے سوا میرا کوئی مددگار نہیں اور تیرے سوا میری یہ آرزو کوئی پوری نہیں کرسکتا اور گناہوں سے بچنا یا عبادت پر قدرت نہیں ہوسکتی مگر اللہ برتر و بزرگی والے کی مدد سے''

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابُوالحسن (علی) اس عمل کو تین جمعہ یا پانچ جمعہ یا سات جمعہ کرو، اللہ کے حکم سے دُعا ضرور قبول ہوگی، قسم ہے اُس ذاتِ پاک کی جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے کسی مومن سے بھی قبولیتِ دُعا نہ چوکے گی !

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) کو پانچ یا سات جمعے ہی گزرے ہوں گے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اسی جیسی مجلس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ پہلے میں تقریبًا چار آیتیں پڑھتا تھا وہ بھی مجھے یاد نہیں ہوتی تھیں اور اب تقریبًا چالیس آیتیں پڑھتا ہوں اور ایسی اَزبر ہو جاتی ہیں کہ گویا قرآنِ پاک میرے سامنے کھلا ہوا رکھا ہے اور پہلے میں حدیث سنتا تھا اور جب اُس کو دوبارہ کہتا تھا تو ذہن میں نہیں رہتی تھی اور اب احادیث سنتا ہوں اور جب دوسروں سے نقل کرتا ہوں تو ایک لفظ بھی نہیں چھوٹتا آپ نے اس موقع پر فرمایا : ربِ کعبہ کی قسم ابوالحسن (علی) مومن ہے'' [1]

---

[1] جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۹۷ طبع ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی، امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے، مستدرک حاکم ج ۱ ص ۴۶۱

شبِ جمعہ میں مزارات پر جانا :

اکثر لوگ مرد ہوں یا عورتیں جمعہ کی رات اولیاء کرامؒ کے مزارات پر حاضری کو ضروری سمجھتے ہیں چنانچہ دُور دُور سے لوگ اس غرض کے لیے آتے ہیں اور منکرات و مناہی کا ارتکاب کرتے ہیں انہیں سمجھ لینا چاہیے کہ اوّل تو اِس رات میں مزارات پر جانے کو ضروری سمجھنا ناجائز ہے کیونکہ شرعًا اس کا کوئی ثبوت نہیں ! دوسرے عورتوں کو مزارات پر جانا جائز نہیں جیسا کہ کتبِ فقہ وفتاوی میں تفصیلاً مذکور ہے ! اس لیے نہ تو اس شب میں مزارات پر حاضری کو ضروری خیال کرنا چاہیے اور نہ ہی عورتوں کو مزارات پر جانا چاہیے !

شبِ جمعہ کی ناقدری :

شبِ جمعہ کے جو فضائل بیان ہوئے ہیں اُن کا تقاضا تو یہ ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے اللہ کو راضی کیا جائے اور اُس سے خیر و برکت، مغفرت و عافیت، صحت وسلامتی کی دعائیں مانگی جائیں تاکہ اِس رات کی برکت سے وہ دعائیں قبول ہوں لیکن ہو یہ رہا ہے کہ اس رات کی انتہائی ناقدری کرتے ہوئے لوگ اسے لہو ولعب کی نذر کررہے ہیں، اکثر لوگ ساری ساری رات ٹیلیویژن اور انٹرنیٹ پر گندی و غلیظ فلمیں دیکھتے رہتے ہیں بہت سے لوگ کیرم، شطرنج اور دیگر کھیل تماشوں میں ساری رات گزار دیتے ہیں ! نوجوان نسل جگہ جگہ فلڈ لائٹیں لگا کر ساری رات میچ کھیلتی رہتی ہے جس سے اپنا وقت تو ضائع کرتے ہی ہیں دوسروں کا راحت وآرام بھی برباد کرتے ہیں ! ساری رات اس طرح گزرتی ہے صبح سحر کے وقت غفلت کی نیند سو جاتے ہیں ! ! ! اس طرح اس رات کی برکات سے محروم رہنے کے ساتھ ساتھ گناہوں کا بوجھ بھی سروں پر لاد تے ہیں خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ یہ بڑے ہی نقصان اور گھاٹے کا سودا ہے ! مرنے کے بعد احساس ہوگا وہاں پتہ چلے گا کہ کرنا کیا تھا اور کر کیا آئے ؟ ! اللہ تعالیٰ سمجھ اور عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین

شوال کے چھ روزوں کی فضیلت

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

احادیثِ مبارکہ میں شوال المکرّم کے چھ نفلی روزوں کی بڑی فضیلت ذکر کی گئی ہے چنانچہ میزبانِ رسول حضرت ابواَیوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ.[1]

''جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے پھر اُس کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھے تو اُس کا یہ عمل ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہوگا''

ف : علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ اگر اُنتیس ہی دن کا ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تیس روزوں کا ثواب دیتے ہیں اور شوال کے چھ نفلی روزے شامل کرنے کے بعد روزوں کی تعداد چھتیس ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کے کریمانہ قانون ﴿ اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا ﴾ (ایک نیکی کا ثواب دس گنا) کے مطابق ۳۶ کا دس گنا ۳۶۰ ہو جاتا ہے اور پورے سال کے دن ۳۶۰ سے کم ہی ہوتے ہیں سو جس نے پورے رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد شوال میں چھ نفلی روزے رکھے وہ اِس حساب سے ۳۶۰ روزوں کے ثواب کا مستحق ہوگا اور اَجر و ثواب کے لحاظ سے یہ ایسا ہی ہوگا جیسے کوئی بندہ سال کے ۳۶۰ دن برابر روزے رکھے !

بہتر ہے کہ یہ روزے شوال کے شروع میں رکھ لیے جائیں کیونکہ رمضان میں روزے رکھنے سے روزوں کی عادت سی ہو جاتی ہے اس لیے بعد کے چھ روزے رکھنا مشکل نہیں ہوتا ! دُوسرے ان روزوں کو مؤخر کرنے کی صورت میں بسا اوقات روزے رکھنے کا اتفاق نہیں ہوتا اور اِس طرح یہ رہ جاتے ہیں !

---

[1] مسلم شریف کتاب الصوم رقم الحدیث ۱۱۶۴ ، مشکوۃ کتاب الصوم رقم الحدیث : ۲۰۴۷

بعض لوگ عید کے دُوسرے دن ہی سے ان روزوں کے رکھنے کو ضروری خیال کرتے ہیں یہ غلط ہے فقہاءِ کرام کا کہنا ہے کہ شوال میں جب بھی یہ روزے رکھ لیے جائیں جائز ہے اور اِن کا اَجر وثواب ملتا ہے یاد رہے کہ جس کے رمضان کے کچھ روزے رہ گئے ہوں پہلے وہ اُن کو رکھے بعد میں شوال کے روزے رکھے، اگر کوئی شوال کے روزوں میں قضاءِ رمضان کی نیت کرے گا تو اُسے مذکورہ ثواب حاصل نہیں ہوگا کیونکہ جب کوئی شوال کے روزوں میں قضاءِ رمضان کی نیت کرے گا تو وہ تو رمضان کے روزے پورے کرے گا، اگر مزید روزے رکھتا ہے تو رمضان اور شوال کے روزے مِل کر مذکورہ ثواب کے حصول کا ذریعہ بنیں گے ورنہ نہیں مثلاً کسی کے رمضان کے چھ روزے قضا ہو گئے اب وہ شوال میں چھ روزے قضاءِ رمضان کے رکھتا ہے تو اِس طرح اُس کے رمضان کے تیس روزے پورے ہوئے اب اگر چھ روزے مزید رکھے گا تو چھتیس بنیں گے اور تین سو ساٹھ روزوں کا ثواب ہوگا ورنہ نہیں !

بقیہ : تربیتِ اولاد

اُن کے بعض خاص لوگوں نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا بات ہے (اتنی جلدی شادی کرنے کی کیا وجہ تھی حالانکہ پہلے آپ انکار فرماتے تھے) فرمایا بات یہ تھی کہ میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ میدانِ محشر قائم ہے اور پلِ صراط پر لوگ گزر رہے ہیں، ایک شخص کو دیکھا کہ اُس سے چلا نہیں جاتا لڑکھڑاتا ہوا چل رہا ہے اُسی وقت ایک بچہ آیا اور ہاتھ پکڑا آناً فاناً (یعنی فورًا) اُس کو لے گیا میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے ؟ ارشاد ہوا کہ اس کا بچہ ہے جو بچپن میں مر گیا تھا یہاں اس کا رہبر ہوگیا ! اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی مجھے خیال آیا کہ میں اس فضیلت سے محروم نہ رہوں شاید بچہ ہی میری نجات کا ذریعہ ہو جائے اس لیے میں نے نکاح کیا تھا اور میرا مقصود حاصل ہوگیا۔ (الدنیا ملحقہ دُنیا و آخرت ص ۹۸)۔(جاری ہے)

وفیات

۷؍ رمضان المبارک / ۲۹؍ مارچ کو جامعہ صدیقیہ گلشن راوی کے مہتمم قاری حبیب الرحمن صاحب کی والدہ صاحبہ طویل علالت کے بعد لاہور میں انتقال فرما گئیں۔

۱۰؍ رمضان المبارک / یکم اپریل کو عالمی شہرت یافتہ محترم قاری شاکر صاحب قاسمیؒ اُسی سال کی عمر میں کینیڈا میں انتقال فرما گئے حضرت قاری صاحبؒ بانی دارُالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے پڑپوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی جملہ دینی خدمات کو قبول فرمائے اور آخرت کے بلند درجات عطا فرمائے، آمین۔

۱۴؍ رمضان المبارک / ۵؍ اپریل کو جامعہ مدنیہ جدید کے شعبہ کمپیوٹر کے نگران فاضلِ جامعہ مولانا محمد ذیشان صاحب چشتی کے ماموں وخسر مختصر علالت کے بعد لاہور میں وفات پاگئے۔

۱۶؍ رمضان المبارک / ۷؍ اپریل کو حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحبؒ کی صاحبزادی طویل علالت کے بعد لاہور میں انتقال فرما گئیں۔

۱۷؍ رمضان المبارک / ۸؍ اپریل کو جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب اور مولانا مفتی خلیل الرحمن صاحب دامت برکاتہم کے ماموں ، فاضلِ جامعہ مولانا محمد شعیب صاحب کے والد گرامی قاری محمد جمیل صاحب مختصر علالت کے بعد لاہور میں انتقال فرما گئے

۲۱؍ رمضان المبارک / ۱۲؍ اپریل کو فاضلِ جامعہ مدنیہ جدید مولانا محمد عامر اخلاق صاحب کے بڑے بھائی جناب محمد طاہر صاحب طویل علالت کے بعد لاہور میں وفات پاگئے۔

۲۲؍ رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ / ۱۳؍ اپریل ۲۰۲۳ء بروز جمعرات آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر، دارُالعلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ پچانویں برس کی عمر میں لکھنو میں انتقال فرما گئے۔

۲۳؍ رمضان المبارک / ۱۴؍ اپریل بروز جمعہ جامعہ مدنیہ جدید کے سابق ڈرائیور محمد اقبال کے خسر جناب ملک احمد بخش صاحب مختصر علالت کے بعد وفات پاگئے۔

۲۴؍ رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ/ ۱۵؍ اپریل ۲۰۲۳ء کو وفاقی وزیر مذہبی اُمور حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسلام آباد میں ٹریفک حادثہ میں شہید ہوگئے، اللہ تعالیٰ حضرتؒ کی جملہ دینی خدمات کو قبول فرمائے اور آخرت کے بلند درجات عطا فرمائے، آمین۔

۲۵؍ رمضان المبارک/ ۱۶؍ اپریل کو جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل مولانا محمد قاسم صاحب کے والد جناب شوکت علی صاحب بوجہ کینسر طویل علالت کے بعد سمبڑیال سیالکوٹ میں وفات پاگئے۔

۳۰؍ رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ/ ۲۰؍ اپریل ۲۰۲۳ء بروز جمعرات حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم صاحب چشتیؒ کی صاحبزادی مختصر علالت کے بعد کراچی میں انتقال فرماگئیں۔

۳۰؍ رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ/ ۲۱؍ اپریل ۲۰۲۳ء بروز جمعہ پروفیسر ڈاکٹر محمد منیر الحق صاحب طویل علالت کے بعد لاہور میں انتقال فرماگئے آپ امراض چشم کے مایہ ناز پروفیسر میو ہسپتال لاہور کے ایم ایس اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے پرنسپل بھی رہ چکے ہیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرماکر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو، آمین۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ وار مطبوعہ مضامین جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر پڑھے جاسکتے ہیں

www.jamiamadniajadeed.org/maqalat

اخبار الجامعہ

﴿جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور﴾

بحمد اللہ خانقاہِ حامدیہ میں حسبِ معمول گزشتہ برسوں کی طرح اس برس بھی رمضان المبارک میں ملک کے مختلف شہروں سے آئے ہوئے سالکانِ طریقت نے جامعہ کی مسجد حامدؒ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب دامت برکاتہم کی معیت میں اعتکاف کیا اور سلوک واحسان، ریاضت ومجاہدہ میں مشغول ومصروف رہے۔ حضرت کی جانب سے مسترشدین ومریدین کے لیے کچھ اجتماعی اعمال اور کچھ حسبِ حال ہر ایک کے لیے انفرادی اعمال کی ہدایات تھیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

۱۷ر ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ/ ۱۳ر اکتوبر ۲۰۲۲ء کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مد ظلہم نے مولانا سعید احمد صاحب اسعد بن شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب صابرؒ خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحبؒ، ساکن بگڑانوالی خوشاب کو خرقہ خلافت ودستارِ فضیلت سے نوازا

۲۷ر رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ/ ۱۸ر اپریل ۲۰۲۳ء کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مد ظلہم نے دو حضرات کو خرقہ خلافت ودستارِ فضیلت سے نوازا :

(۱) مولانا محمد خالد صاحب بن محمد ایوب صاحب، کنڈہ تحصیل وضلع مانسہرہ (فاضل جامعہ مدنیہ جدید)

(۲) مولانا محمد عمران صاحب بن محمد گلاب صاحب، شوہال نجف خان بالاکوٹ مانسہرہ (فاضل جامعہ مدنیہ جدید)

اللہ تعالیٰ ان سلاسل طیبہ کے فیوض وبرکات کو اقوامِ عالم میں تاقیامت جاری وساری فرما کر قبولیت سے نوازے اور ہمیں ان مشائخ کی تعلیمات پر عمل کی توفیق اور آخرت میں صالحین کے ساتھ محشور فرمائے، آمین

۲۷ر رمضان المبارک کو بعد نمازِ ظہر خانقاہِ حامدیہ میں حضور اَقدس ﷺ کے موئے مبارک کی زیارت بھی کروائی گئی، اللہ تعالیٰ اس کی برکات سے متمتع فرمائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید کے 165 طلباء نے وفاق المدارس العربیہ کے سالانہ امتحانات میں شرکت کی جس میں مجموعی طور پر جامعہ کا رزلٹ 70 فیصد رہا۔

۲۴ر رمضان المبارک / ۱۵ر اپریل کو جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم عمرہ کی سعادت کے لیے حرمین شریفین تشریف لے گئے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

۱۰ر شوال المکرّم ۱۴۴۴ھ / یکم رمئی ۲۰۲۳ء سے جامعہ مدنیہ جدید میں نئے تعلیمی سال کے داخلے شروع ہوں گے اِن شاء اللہ

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانئ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی، اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز واَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

+92 - 333 - 4249302 +92 - 333 - 4249301

+92 - 335 - 4249302 +92 - 345 - 4036960

MONTHLY ANWAR - E - MADINA LAHORE. CPL: 67

+92 333 4249302
+92 335 4249302
+92 333 4249302
jamiamadniajadeed
jmj786_56@hotmail.com
jamiamadnia.jadeed
jmj_raiwindroad
jamiamadniajadeed.org